اردو نحو میر

- نحو میر کا با محاورہ اردو ترجمہ
- بقدر ضرورت حاشیہ کا اہتمام
- مشکل مقامات کی مختصر تشریح
- عنوانات و تمرینات کا اضافہ
- قدیم مثالوں کی جگہ جدید مثالیں

ترجمہ و ترتیب

مفتی علی الرحمن فاروقی

مدرس مدرسہ ارشاد العلوم یوسفیہ جونا مارکیٹ، کراچی

ادارۃ العلم والارشاد

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	پیش لفظ	۷
۲	علم نحو کی اہمیّت	۹
۳	تعریف، موضوع، غرض	۱۰
۴	علم نحو کی ایجاد	۱۰
۵	نحو میر کے مصنف ؒ کے حالات	۱۲
۶	ابتدائی طور پر چند ضروری باتیں	۱۴
۷	مفرد و مرکب	۱۶
۸	مرکب مفید	۱۷
۹	جملہ خبریہ، اسمیہ	۱۸
۱۰	جملہ فعلیہ، انشائیہ	۱۹
۱۱	مرکب غیر مفید اور اس کی قسمیں	۲۳
۱۲	جملہ کیلئے دو کلموں کا ہونا ضروری ہے	۲۶

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۳	مطالعہ کا طریقہ	۲۷
۱۴	اسم کی علامات	۲۸
۱۵	فعل کی علامت	۳۲
۱۶	حرف کی علامات	۳۳
۱۷	معرب و مبنی	۳۴
۱۸	معرب و مبنی کی قسمیں	۳۵
۱۹	اسم غیر متمکن کی قسمیں	۳۷
۲۰	مضمرات (ضمیریں)	۳۸
۲۱	اسماء اشارات	۴۲
۲۲	اسماء موصولات	۴۳
۲۳	اسماء افعال	۴۵
۲۴	اسماء اصوات	۴۶
۲۵	اسماء ظروف	۴۷
۲۶	اسماء کنایات	۴۸

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
۴۸	مرکب بنائی	۲۷
۵۰	معرفہ ونکرہ	۲۸
۵۰	معرفہ کی قسمیں	۲۹
۵۲	مذکر ومؤنث	۳۰
۵۲	تانیث کی علامتیں	۳۱
۵۳	مؤنث کی قسمیں	۳۲
۵۴	واحد، تثنیہ، جمع	۳۳
۵۴	جمع کی قسمیں	۳۴
۵۸	اسم متمکن کی سولہ قسمیں	۳۵
۶۵	فعل مضارع باعتبار اقسام اعراب	۳۶
۶۹	عوامل کی بحث	۳۷
۷۰	حروف عاملہ	۳۸
۷۰	اسم میں عمل کرنے والے حروف	۳۹
۷۱	پہلی قسم حروف جر	۴۰

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۴۱	دوسری قسم حروف مشبّہ بالفعل	۷۱
۴۲	تیسری قسم مَا اور لاَ	۷۳
۴۳	چوتھی قسم لائے نفی جنس	۷۴
۴۴	پانچویں قسم حروف نداء	۷۷
۴۵	منادیٰ کا اعراب	۷۸
۴۶	فعل مضارع میں عمل کرنے والے حروف	۸۰
۴۷	فعل مضارع کو جزم دینے والے حروف	۸۴
۴۸	افعال عاملہ	۸۵
۴۹	فعل کے عمل کی وضاحت	۸۶
۵۰	فاعل کی تعریف	۸۷
۵۱	مفعول مطلق کی تعریف	۸۷
۵۲	مفعول فیہ کی تعریف	۸۷
۵۳	مفعول معہ کی تعریف	۸۸
۵۴	مفعول لہ کی تعریف	۸۸

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۵۵	حال کی تعریف	۸۸
۵۶	ذوالحال کی تعریف اور اس کا حکم	۸۹
۵۷	تمییز کی تعریف	۹۰
۵۸	مفعول بہ کی تعریف	۹۰
۵۹	فاعل کی قسمیں	۹۲
۶۰	فعل کو مذکر یا مؤنث لانا	۹۳
۶۱	دوسری قسم فعل مجہول	۹۴
۶۲	فعل متعدّی کی قسمیں	۹۵
۶۳	افعال ناقصہ	۹۷
۶۴	افعال مقاربہ	۱۰۰
۶۵	افعال مدح وذمّ	۱۰۱
۶۶	افعال تعجب	۱۰۲
۶۷	اسماء عاملہ کی گیارہ قسمیں	۱۰۴
۶۸	عوامل معنویہ	۱۱۶

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
٦٩	تابع اور اس کا حکم	١١٧
٧٠	تابع کی قسمیں	١١٧
٧١	منصرف، وغیر منصرف	١٢٣
٧٢	حروف غیر عاملہ اور اس کی سولہ قسمیں	١٢٥
٧٣	مستثنیٰ کی بحث	١٣٢
٧٤	مستثنیٰ کا اعراب	١٣٣
٧٥	غیر کا اعراب	١٣٥

پیش لفظ

نحمدهٗ ونصلّی علیٰ رسوله الکریم! امابعد!

قرآن وحدیث کا علم تمام علوم سے اعلیٰ اور افضل ہے، قرآن وحدیث چونکہ عربی میں ہیں لھٰذا اس کے جاننے کیلئے علوم عربیہ کا سیکھنا انتہائی ضروری ہے، علم نحو ان تمام علوم میں سرفہرست ہے، یہی وجہ ہے کہ علماء کرام نے ہر دور میں تصنیف وتالیف، درس وتدریس کے ذریعے علم نحو کی خدمت کر کے اس کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔

ابتدائی طلبہ کو علم نحو سے واقف کرانے کیلئے نحو میر کتاب کو جو مقبولیت عامّہ اور پذیرائی حاصل ہوئی وہ ایک مسلّم حقیقت ہے اور اسی وجہ سے یہ کتاب تاحال تمام مدارس عربیہ میں اہتمام سے پڑھائی جاتی ہے۔

نحو میر چونکہ فارسی زبان میں ہے اور موجودہ زمانے میں فارسی زبان سے ہماری علمی وابستگی برائے نام بھی باقی نہیں رہی، خصوصًا ہمارے مدرسہ ارشاد العلوم یوسفیہ میں زیادہ تر درجہ اولیٰ میں آنے والے طلبہ اسکول، کالج سے پڑھکر آتے ہیں اس لئے وہ فارسی زبان سے اجنبی ہوتے ہیں، فارسی زبان کی اجنبیت کے ساتھ ساتھ کتاب کے قواعد ومسائل کا سمجھنا ان کیلئے ایک اضافی بوجھ بن جاتا ہے اس لئے

مدرسہ کے اساتذہ کرام نے طے کیا کہ فارسی نحو میر کا آسان با محاورہ اردو ترجمہ مختصر تشریح کے ساتھ تیار کیا جائے۔ چنانچہ بندہ کو اس پر مامور کیا گیا، بفضلہ تعالیٰ مولانا **محمد یسین** صاحب دام ظلہم (مدیر مدرسہ ارشاد العلوم یوسفیہ و مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام گلشن عمرؓ شاخ جامعہ بنوریؒ ٹاؤن کراچی) کی خصوصی رہنمائی، مفید مشوروں اور حوصلہ افزائی سے یہ مجموعہ تیار ہوا جو دو سال پڑھایا گیا۔ اس کا مسودہ وقتاً فوقتاً دوران تدریس زیر نظر رہا اور اسے آسان تر اور مفید تر بنانے کیلئے حتی الوسع اصلاحات و ترامیم کا سلسلہ چلتا رہا، اب یہ افادہ عام کی خاطر شائع کیا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس ادنیٰ کوشش کو اپنے دربار عالی میں مقبول و منظور فرمائے اور اس سلسلہ میں تمام معاونین حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

وماتوفیقی الا باللہ

کتبہ

علی الرحمٰن فاروقی

فاضل: جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ محمد یوسف بنوریؒ ٹاؤن کراچی۔

مدرس: مدرسہ ارشاد العلوم یوسفیہ جونا مارکیٹ کراچی۔

علم نحو کی اہمیت

علم نحو اور اس جیسے دیگر علوم کی فضیلت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ علوم قرآن اور حدیث کو سمجھنے کیلئے ذریعہ ہیں، تاہم خاص علم نحو کے متعلق چند فضائل درج ذیل ہیں۔

(۱):......حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ''علم نحو کو اس طرح حاصل کرو جیسے تم فرائض و سنن کو سیکھتے ہو''

(۲):......مشہور مقولہ ہے:

" النحو فی الکلام کالملح فی الطعام"

''علم نحو کلام میں ایسا ہے جیسا کہ کھانے میں نمک''

(۳):......علماء نے فرمایا ہے:

"الصّرف امّ العلوم و النحو ابوھا"

''صرف تمام علوم میں ماں اور نحو تمام علوم میں باپ کی حیثیت رکھتا ہے''

علم نحو کی تعریف:

نحو ایسے علم کو کہتے ہیں جس سے اسم ،فعل ،حرف کو ایک دوسرے سے ملا کر

جملہ بنانے کا طریقہ اوران کے آخر کی حالت معلوم ہو۔

علم نحو کا موضوع:

اس کا موضوع کلمہ اور کلام ہے،علم نحو میں ان ہی دونوں کے احوال بیان کئے جاتے ہیں۔

علم نحو کا فائدہ

اس علم کا فائدہ یہ ہے کہ اسکا جاننے والا اگر قواعد کی صحیح رعایت کرلے تو وہ عرب کے کلام میں بولنے اور لکھنے کی غلطی سے محفوظ رہے گا۔

علم نحو کی ایجاد:

علم نحو کی ایجاد کے متعلق بعض مؤرخین نے لکھا ہیکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک دیہاتی نے لوگوں سے کہا کہ کوئی شخص ہے جو مجھے نبی اکرم ﷺ پر نازل شدہ قرآن کریم کا کچھ حصہ پڑھائے اس پر ایک شخص نے اس کو سورۃ توبہ کی ابتدائی آیتیں پڑھائیں اور آیت " انّ اللہ بریٓ من المشرکین ورسولہ "میں لفظ رسولہ کو جر (زیر) کے ساتھ پڑھا جس کا مطلب یہ ہوا کہ بے شک اللہ تعالیٰ مشرکین اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بری (بیزار) ہیں تو دیہاتی نے کہا

کہ جب اللہ خود اپنے رسول سے بری ہیں تو میں بھی اس سے بری ہوں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے دیہاتی کو بلا کر کہا کہ "رسولہ" میں لام پر پیش ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول مشرکین سے بری ہیں۔ اس کے بعد آپ نے ابوالاسود" دئلیؒ کو علم نحو کے وضع کرنے کا حکم دیا اور ابوالاسود دئلیؒ نے نحو کے قواعد جمع کئے جن کی روشنی میں لوگ اس طرح کی غلطیوں سے بچیں۔

رفتہ رفتہ یہ علم تدوین پاتا رہا یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں اس کو بہت ترقی ہوئی۔

مصنفؒ کے مختصر حالات زندگی

نام اور نسب:

نحو میر کے مصنف کا نام علی بن محمد بن علی تھا آپ صوبہ جرجان کے سادات خاندان سے نسبی تعلق رکھتے تھے اس لئے آپ سید میر شریف اور سید سند کے لقب سے مشہور ہوئے۔

ولادت و وفات:

۲۲ شعبان المبارک ۷۴۰ھ کو جرجان کے "طاغو" نامی بستی میں پیدا ہوئے اس لئے آپ کو جرجانی کہا جاتا ہے اور ۶ ربیع الثانی ۸۱۶ھ کو وفات پائی اور شیراز میں مدفون ہوئے۔

علمی مقام:

مصنف بہت ہی زیادہ ذہین اور سمجھدار تھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو علوم عقلیہ اور نقلیہ تمام میں کامل مہارت عطا فرمائی تھی، زمانہ طالب علمی ہی میں

کتابیں لکھنے کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔

تصنیفات:

آپ نے علم تفسیر، علم حدیث، علم میراث، علم فقہ، علم منطق و دیگر علوم میں کئی کتابیں تصنیف کیں، علم نحو میں انہوں نے نحو میر لکھ کر ابتدائی طلبہ کو علم نحو سے واقف کرانے کیلئے بے حد مفید خدمت انجام دی ہے جس کا اعتراف تمام اہل فن کرتے ہیں، عرصہ دراز سے یہ کتاب نصاب میں داخل ہے حقیقت یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کتاب کو حد درجہ قبولیت سے نواز ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم.

ابتدائی طور پر چند ضروری باتیں

حرکت:...... زبر زیر پیش میں سے ہر ایک کو حرکت اور اکٹھا تینوں کو حرکات ثلٰثہ کہتے ہیں۔

متحرک:...... حرکت والے حرف کو کہتے ہیں (یعنی وہ حرف جس پر حرکت ہو)

رفع یا ضمہ:...... پیش کو کہتے ہیں۔

نصب یا فتح:...... زبر کو کہتے ہیں۔

جر یا کسرہ:...... زیر کو کہتے ہیں۔

مرفوع، مضموم:...... وہ حرف جس پر پیش ہو۔

منصوب، مفتوح:...... وہ حرف جس پر زبر ہو۔

مجرور، مکسور:...... وہ حرف جس کے نیچے زیر ہو۔

سکون، جزم:...... حرکت نہ ہونے کو کہتے ہیں۔

ساکن، مجزوم:...... وہ حرف جس پر حرکت نہ ہو۔

تشدید:...... ایک حرف کو دوبار ایک سکون اور حرکت کے ساتھ پڑھنا جیسے :مَدَّ۔

مشدّد:...... وہ حرف جس پر شدّ ہو۔

واحد:...... کسی لفظ کا ایسی حالت میں ہونا جس سے ایک چیز سمجھی جائے۔ جیسے رَجُلٌ (ایک آدمی)

تثنیہ:...... کسی لفظ کا ایسی حالت میں ہونا جس سے دو چیزیں سمجھی جائیں۔ جیسے رَجُلانِ (دو آدمی)

جمع:...... کسی لفظ کا ایسی حالت میں ہونا جس سے دو سے زیادہ چیزیں سمجھی جائیں۔ جیسے رِجَالٌ (بہت آدمی)

فصل[1]

عربی زبان میں استعمال ہونے والے لفظ[2] کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) مفرد (۲) مرکب

مفرد:...... اس اکیلے لفظ کو کہتے ہیں جو ایک معنیٰ پر دلالت کرے اور اس کو کلمہ بھی کہتے ہیں۔ جیسے کتابٌ، قلمٌ۔

کلمہ کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) اسم (۲) فعل (۳) حرف۔

اسم:...... ایسے کلمے کو کہتے ہیں جو اپنے معنیٰ پر مستقل (یعنی خود بخود) دلالت کرے اور اس میں تین زمانوں (ماضی، حال، مستقبل) میں سے کوئی زمانہ نہ پایا جائے جیسے: رَجُلٌ (مرد) کُرَّاسَةٌ (کاپی)

---

[1] فصل کے معنیٰ ہیں جدا کرنا، اور اصطلاح میں فصل اس بات کی علامت ہے کہ پہلا مضمون ختم ہوا اور دوسرا مضمون شروع ہوا۔

[2] فائدہ:...... جو بات انسان کے منہ سے نکلے وہ لفظ ہے پھر لفظ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) بامعنی۔ (۲) بے معنی۔ جیسے پانی، وانی، قلم، ولم اس میں پانی، قلم بامعنی لفظ ہیں اور وانی، ولم بے معنی ہیں۔ (۲) بامعنیٰ کو مستعمل اور بے معنیٰ کو مہمل کہتے ہیں۔ (۳) مفرد اور مرکب مستعمل کی قسمیں ہیں اس لئے کہ علوم میں لفظ مستعمل سے ہی بحث ہوتی ہے۔

فعل:...... ایسے کلمہ کو کہتے ہیں جو اپنے معنیٰ پر مستقل دلالت کرے اور تین زمانوں میں سے کوئی زمانہ اس میں پایا جائے جیسے ضَرَبَ (اس نے مارا) قرءَ (اس نے پڑھا) کَتَبَ (اس نے لکھا)

حرف:...... ایسے کلمہ کو کہتے ہیں جو اپنے معنیٰ پر مستقل دلالت نہ کرے اور تین زمانوں میں سے کوئی زمانہ اس میں نہ پایا جائے جیسے مِنْ (سے) الیٰ (تک)[1]

مرکب:...... مرکب وہ لفظ ہے جو دو کلموں یا زیادہ سے بنا ہو جیسے کتاب اللہ۔

مرکب کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) مرکب مفید۔ (۲) مرکب غیر مفید۔

مرکب مفید:...... وہ مرکب ہے کہ جب بات کہنے والا بات کہہ کر خاموش ہو جائے تو سننے والے کو اس سے کسی چیز کی خبر یا طلب معلوم ہو[2]، اس کو جملہ اور کلام بھی کہتے ہیں۔

پھر جملہ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) جملہ خبریہ۔ (۲) جملہ انشائیہ۔

---

[1] کہ جب تک اس کے ساتھ اسم، فعل نہ ملائے جائیں تو اس وقت تک معنیٰ واضح نہیں ہوگا مثلاً سِرتُ مِنَ البیتِ الی المدرسَةِ (میں گھر سے مدرسہ کی طرف روانہ ہوا)

[2] مثلاً زیدٌ عالمٌ، زید عالم ہے اس میں زید کے عالم ہونے کی خبر دی جاتی ہے اور اِقرءْ پڑھ تو، اس میں مخاطب سے پڑھنے کو طلب کیا جاتا ہے۔

﴿تمرین﴾

ذیل کے الفاظ میں بتایئے کہ کونسا لفظ مفرد ہے اور کونسا مرکب۔

فرسٌ، مَسجدٌ، طالبٌ، صلوٰۃ الفجر، الاستاذُ جالسٌ، ماءُ البیر، حجُّ البیتِ، طالبُ المدرسۃِ، مَدرسَۃٌ، بیتُ اللّٰہ، دینٌ، الدّنیا، الفوز العظیم.

فصل

جملہ خبریہ:...... وہ جملہ ہے جس کے کہنے والے کو[1] سچا یا جھوٹا کہا جا سکے اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) جملہ اسمیہ۔ (۲) جملہ فعلیہ۔

جملہ اسمیہ:...... وہ جملہ ہے کہ جس کا پہلا جزء (حصہ) اسم ہو جیسے زیدٌ عالمٌ (زید جاننے والا ہے) اس کا پہلا جزء زید مسند الیہ ہے اور اس کو مبتدا کہتے ہیں اور اس کا دوسرا جزء عالمٌ مسند ہے اور اس کو خبر کہتے ہیں۔

جملہ فعلیہ:...... وہ جملہ ہے جس کا پہلا جزء (حصہ) فعل ہو۔ جیسے: قَرَءَ خالِدٌ (خالد نے پڑھا) کَتَبَ ناصِرٌ (ناصر نے لکھا) اس کا پہلا جزء مسند ہے اور اس کو فعل کہتے ہیں اور دوسرا جزء مسند الیہ ہے اور اس کو فاعل کہتے ہیں۔

[1] یا خود اس خبر کو۔

فائدہ:...... مسند حکم ہے اور مسند الیہ وہ ہے جس پر حکم کیا جائے[1]
اسم مسند اور مسند الیہ دونوں ہوسکتا ہے اور فعل مسند ہوتا ہے مسند الیہ نہیں ہوتا
اور حرف نہ مسند ہوتا ہے نہ مسند الیہ۔

جملہ انشائیہ:...... وہ جملہ ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہا جاسکے
اور اس کی دس قسمیں ہیں۔

(۱) امر:...... (اس کے لغوی معنی ہیں حکم کرنا اور اصطلاح میں امر وہ جملہ انشائیہ ہے
کہ جس میں کسی کام کے کرنے کی طلب ہو) جیسے: **اِضْرِبْ** (مار تو ایک
آدمی)۔ **اُكْتُبْ**۔

(۲) نہی:...... (اس کے لغوی معنی ہیں روکنا، اور اصطلاح میں نہی وہ جملہ انشائیہ
ہے جس میں کسی کام کے نہ کرنے کی طلب ہو) جیسے: **لَا تَضْرِبْ** (مت مار تو
ایک آدمی)۔ **لَا تَلْعَبْ**۔

---

[1] مثلاً **زیدٌ عالمٌ** جملہ اسمیہ ہے اس میں زید مسند الیہ ہے اس لئے کہ اس پر عالم ہونے کا حکم کیا گیا
ہے اور **عالمٌ** مسند ہے اس لئے کہ یہ وہ حکم ہے جو زید پر کیا گیا ہے۔ اس طرح **ضربَ زیدٌ** جملہ
فعلیہ ہے اس میں ضرب حکم ہونے کی وجہ سے مسند ہے اور زید پر حکم کیا گیا ہے اس لئے یہ مسند
الیہ ہوا۔

(۳) استفہام:...... (اس کے لغوی معنیٰ ہیں سمجھنے کی کوشش کرنا اور اصطلاح میں استفہام وہ جملہ انشائیہ ہے جس میں بات کرنے والا سامنے والے سے کسی نامعلوم بات کو سمجھنے کی خواہش کرتا ہو) جیسے: هَلْ ضَرَبَ زيدٌ (کیا زید نے مارا) هَلْ قرءَ خالدٌ (کیا خالد نے پڑھا)

(۴) تمنّی:...... (اس کے لغوی معنیٰ ہیں آرزو کرنا اور اصطلاح میں تمنّی وہ جملہ انشائیہ ہے جس سے کسی بات کی آرزو کی جائے) جیسے لیتَ زیدًا حاضِرٌ (کاش زید حاضر ہوتا)

(۵) ترجّی[1]:...... (اس کے لغوی معنیٰ ہیں امید کرنا، اور اصطلاح میں ترجّی وہ جملہ انشائیہ ہے جس سے کسی بات کی امید معلوم ہو) جیسے لعَلَّ بكرًا غائبٌ (امید ہے کہ بکر غائب ہوگا)

---

[1] تمنّی اور ترجّی بظاہر ایک جیسے معلوم ہوتے ہیں مگر علماء نحو نے ان میں دو فرق بیان کئے ہیں اوّل یہ کہ آرزو ہر چیز کی ہوسکتی ہے خواہ اس کا ہونا ممکن ہو یا نہ ہو اور ترجّی صرف اس چیز کی کیجاتی ہے جس کا ہونا ممکن ہو چنانچہ لَيتَ الشَّبابَ يَعُودُ "کاش کہ جوانی لوٹ آئے" کہہ سکتے ہیں لیکن یہ نہیں کہہ سکتے "لَعَلَّ الشَّبابَ يَعُودُ" شاید جوانی لوٹ آئے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ تمنّی کا استعمال صرف پسندیدہ چیزوں میں ہوتا ہے جبکہ ترجّی کا استعمال پسندیدہ اور ناپسندیدہ تمام چیزوں میں ہوتا ہے۔

(٦) عقود:...... (اس کے لغوی معنیٰ ہیں گرہ باندھنا، معاملہ کرنا، اور اصطلاح میں عقود وہ جملہ انشائیہ ہے جس کے ذریعے سے کسی معاملہ کو طے کیا جائے) جیسے بِعتُ و اشتریتُ[1] (میں نے فروخت کیا اور میں نے خریدا)

(۷) ندا:...... (اس کے لغوی معنیٰ ہیں پکارنا، اور اصطلاح میں نداء وہ جملہ انشائیہ ہے جس کے ذریعے کسی کو اپنی طرف متوجہ کیا جائے جیسے یااللّٰہ (اے اللہ)

(۸) عرض:...... (اس کے لغوی معنیٰ ہیں پیش کرنا اور اصطلاح میں یہ وہ جملہ انشائیہ ہے جس کے ذریعہ سے نرمی کے ساتھ کسی سے بات کی جائے) جیسے: أَلَاتَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا، (تو ہمارے پاس کیوں نہیں آتا کہ بہتری پاتا)

(۹) قسم:...... (سامنے والے کے ذہن سے شک دور کرنے کیلئے قسم تاکید کے طور پر آتی ہے اور اصطلاح میں یہ وہ جملہ انشائیہ ہے جس کے ذریعے سے کسی چیز پر قسم کھائی جائے) جیسے: وَاللّٰہِ لَاَضْرِبَنَّ زَیْدًا (اللہ کی قسم میں زید کو ضرور ماروں گا)

---

[1] بعتُ اور اشتریتُ یہ دونوں جملے خرید و فروخت کے وقت بولے جائیں تب جملہ انشائیہ ہونگے اور معاملہ طے ہو جانے کے بعد بولے جائیں تو جملہ خبریہ ہونگے کیونکہ اس وقت مقصود خبر دینا ہوتا ہے نہ کہ انشاء۔

(۱۰) تعجب :...... (لغت میں جس چیز کا سبب (وجہ) معلوم نہ ہو اس کے جاننے کو تعجب کہتے ہیں اور اصطلاح میں تعجب وہ جملہ انشائیہ ہے جس سے کسی بات پر حیرانگی کا اظہار کیا جائے) جیسے: مَااَحْسنَهٗ وَاحسِنْ بہٖ (کس چیز نے اس کو حسین کر دیا اور وہ کس قدر حسین ہے)

﴿تمرین﴾

ذیل میں جملہ خبریہ اور انشائیہ اسمیہ٬ فعلیہ کی تمیز کریں، نیز جملہ انشائیہ کی قسموں کو بھی متعین کریں۔ اسلِمُوا، اُدْخُلُوا، لاتُشرِکُوابِاللّٰہ، لَعَلَّ السَّاعةَ قریبٌ، مادینکَ، مَن ربُّکَ، والعصر انّ الانسان لفی خُسْر، قَرَءَ نَاصِرٌ، قَالَ اللّٰہ، اِفْعَلْ، لاتقربوا، لِمَ تقُولُونَ، یانَاصِر، اطلبُوا العِلْمَ، یلَیْتَنی کنتُ ترابًا، انصرنا، اللّٰہ رَبُّنا، مُحَمَّدٌ رسُوْلُ اللّٰہ۔ القبرُ روضۃ، الرّبّ غفورٌ، القیامۃُ آتیۃٌ، الصومُ فرضٌ، الماءُ باردٌ، اللّٰہ اکبر، جعل لکم الارض، ھم یعلمون۔

فصل

مرکب غیر مفید:...... وہ مرکب ہے کہ بات کہنے والا بات کہکر خاموش ہو جائے تو سننے والے کو اس سے کسی چیز کی خبر یا طلب معلوم نہ ہو اور اس کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) مرکب اضافی (۲) مرکب بنائی۔ (۳) مرکب منع صرف۔

مرکب اضافی:...... وہ ہے جس میں ایک اسم کی اضافت دوسرے اسم کی طرف ہو، جس کی اضافت ہو اس کو مضاف اور جس کی طرف ہو اس کو مضاف الیہ کہتے ہیں۔ جیسے: غُلامُ زید (زید کا غلام) رَسُولُ اللّٰہ (اللہ کا رسول) کتابُ اللّٰہ (اللہ کی کتاب) قلمُ خالد (خالد کا قلم)۔

مضاف الیہ ہمیشہ مجرور (زیر والا) ہوتا ہے۔

مرکب بنائی:...... وہ ہے کہ دو اسموں کو ملا کر ایک کر دیا ہو اور دونوں اسموں کے درمیان سے کوئی حرف گرا دیا گیا ہو جیسے اَحَدَ عَشَرَ (گیارہ) سے تِسْعَةَ عشر (انیس) تک (احدَعشَرَ، اثناعَشَرَ، ثلٰثةَعشر، اربعةَعشَرَ، خَمْسَةَ عَشَرَ، سِتَّةَعشر، سبْعَةَعشَرَ، ثمانيةَعشرَ، تِسْعَةَعَشَرَ) یہ

اصل میں احدٌ و عَشرٌ تسعَةٌ و عَشرٌ تھے واؤ کو حذف کر کے دونوں اسموں کو ایک کیا۔

فائدہ:...... مرکب بنائی کے دونوں جزء (حصے) فتحہ پر مبنی[1] ہوتے ہیں سوائے اثنا عشر (بارہ) کے کہ اس کا پہلا جزء (اثنا) معرب[2] ہے۔

مرکب منع صرف:...... وہ ہے کہ دو اسموں کو ایک کرلیا گیا ہو اور دونوں اسموں کے درمیان کوئی حرف نہ گرایا گیا ہو۔ جیسے: بَعْلَبَکّ[3] اس کو مرکب مزجی اور ترکیب امتزاجی بھی کہتے ہیں۔

---

[1] معرب مبنی کی تفصیل آپ آگے جا کر پڑھینگے یہاں اتنا سمجھیں کہ معرب وہ ہے جس کے آخری حرف کی حرکت (زبر زیر پیش) ایک ہی حالت پر نہ رہے بلکہ بدلے۔ اور مبنی وہ ہے جس کے آخری حرف کی حرکت ایک ہی حالت پر رہے اور۔ بدلے نہیں۔

[2] مرکب بنائی کے دونوں جز مبنی ہیں اوّل جزء اس لئے کہ جب درمیان سے واو نکل گئی تو دونوں ایک اسم ہو گئے تو پہلے اسم کا آخر حرف کلمہ کا درمیان بن گیا اور درمیان میں اعراب جاری نہیں ہوتا اور دوسرا جزء اس لئے کہ وہ حرف (واو) کے معنی کو متضمن (شامل) ہے، البتہ اثنا عشر میں پہلا جزء معرب ہے کیونکہ یہ اصل میں اثنانِ تھا جو کہ لفظا اور معنیً تثنیہ کے مشابہ ہے اور تثنیہ کے لئے قاعدہ یہ ہے کہ جب تثنیہ مضاف ہو تو معرب ہوتا ہے اور نون گر جاتا ہے۔ اسی طرح اثنان اور اثنتانِ جو تثنیہ کے مشابہ ہیں شبہ مضاف ہو کر معرب ہونگے۔

[3] "بعل" ایک بت کا نام ہے جس کو حضرت الیاس علیہ السلام کی قوم پوجا کرتی تھی اور "بک" شہر کے بنانے والے بادشاہ کا نام ہے، بادشاہ اس بت کی عبادت کیا کرتا تھا جب شہر کی تعمیر مکمل ہوئی تو دونوں کو ملا کر ایک شہر کا نام رکھدیا گیا اور ان دونوں اسموں کے درمیان کوئی حرف (واؤ وغیرہ) نہیں ہے۔

فائدہ:...... مرکب منع صرف کا پہلا جزء اکثر علماء کے مذہب کے مطابق فتحہ پر مبنی ہے اور دوسرا اجزاء معرب ہے[1]۔

﴿تمرین﴾

ذیل کی مثالوں میں مرکب غیر مفید کی قسمیں بتائیں، اور مرکب اضافی میں مضاف مضاف الیہ کو پہچانیں۔ رسول اللّٰہ، دینُ اللّٰہ، بیتُ اللّٰہ، صلوٰۃ الفجرِ، احدعَشَرَ کو کبًا، استاذُ المدرسة، کتاب اللّٰہ، دارُ ناصِر، ملّة الاسلام، الفقه الحنفي، الطالب المجتهد، رَسُولٌ امینٌ. صومُ رمضان۔

---

[1] دراصل مرکب غیر مفید کی دو قسمیں ہیں۔ ا:...... مرکب تقیید ی۔ ۲:...... مرکب غیر تقییدی۔

مرکب تقییدی:...... وہ ہے جس میں دوسرا جزء پہلے جزء کے لئے قید ہو، پہلا جزء اس کا عام ہو اور دوسرے جزء سے اس میں تخصیص ہو جائے۔

مرکب تقییدی کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) مرکب اضافی (جس کی تعریف گزر گئی) (۲) مرکب توصیفی، جس کا پہلا جزء موصوف اور دوسرا صفت ہو جیسے: رَجُلٌ عَالِمٌ (عالم آدمی) نحو میر میں مرکب تقییدی کی ایک ہی قسم مرکب اضافی کو ذکر کیا ہے۔

مرکب غیر تقییدی:...... وہ ہے کہ جس میں دوسرا جزء پہلے جزء کیلئے قید نہ ہو اس کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) مرکب بنائی۔ (۲) مرکب صوتی (۳) مرکب منع صرف۔

مرکب بنائی اور مرکب منع صرف کی تعریفیں آپ نے پڑھ لیں اور مرکب صوتی وہ ہے جس میں دوسرا جزء صوت (آواز) ہو جیسے سیبویہ (نحو کے مشہور امام عمرو بن عثمان شیرازی کا لقب ہے) یہ سیب اور ویہ سے مرکب ہے مرکب صوتی کا پہلا جزء فتحہ پر مبنی ہوتا ہے اور دوسرا جزء کسرہ پر مبنی ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ مرکب غیر مفید ہمیشہ جملے کا ایک جزء (حصہ) ہوتا ہے پورا جملہ نہیں ہوتا جیسے: غلامُ[1] زیدٍ قائمٌ (زید کا لڑکا کھڑا ہے) عِندِی احد عشر دِرْھمًا (میرے پاس گیارہ درہم ہیں) جاءَ بعلبکُّ (بعلبک آیا)

فصل

جملے کیلئے دو کلموں کا ہونا ضروری ہے

واضح رہے کہ کوئی بھی جملہ دو کلموں سے کم نہیں ہوتا (یعنی جملے کیلئے کم از کم دو کلموں کا ہونا ضروری ہے) دونوں کلمے لفظوں میں ہوں جیسے: ضَرَبَ زیدٌ، قَرَءَ ناصِرٌ، زیدٌ قائمٌ، خالدٌ طالبٌ، یا ایک کلمہ لفظوں میں موجود ہو اور دوسرا مقدّر (یعنی چھپا ہوا ہو جیسے: اِضْرِبْ (مار تو ایک آدمی) اِجْلِسْ (بیٹھ تو ایک آدمی) یہاں اضرِبْ اور اِجْلِسْ میں ایک کلمہ لفظوں میں موجود ہے اور دوسرا کلمہ اس میں انتَ ضمیر مستتر (چھپا ہوا) ہے۔

---

[1] غلامُ مضاف زید مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر مبتدا، قائمٌ خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ اس میں مرکب غیر مفید کی قسم مرکب اضافی یعنی غلام زید جملے کا ایک جزء یعنی مسند الیہ (مبتدا) واقع ہے۔

واضح ہو کہ جملہ دو کلموں سے زیادہ[1] بھی ہوتا ہے لیکن زیادہ کی کوئی مقدار مقرر نہیں ہے۔

مطالعہ کا طریقہ:

جاننا چاہئیے کہ جب جملے کے کلمات زیادہ ہوں تو پھر ان میں سے اسم فعل حرف میں تمیز (جدائی) کرنی چاہئیے اور یہ دیکھنا چاہئیے کہ کونسا اسم ہے اور کونسا فعل ہے اور کونسا حرف اور یہ دیکھنا چاہئیے کہ معرب ہے یا مبنی عامل ہے یا معمول اور یہ بھی جاننا چاہئیے کہ کلمات کا تعلّق آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ کیا ہے تا کہ جملہ میں مسند اور مسند الیہ ظاہر ہو جائیں اور تحقیق کے ساتھ جملے کے پورے معنی معلوم ہو جائیں[1]۔

---

[1] مصنف رحمہ اللہ اس عبارت میں مطالعہ کا طریقہ بتا رہے ہیں کہ طالب علم کیلئے ضروری ہے کہ اپنے مطالعہ میں درج ذیل باتوں کا خاص خیال رکھے۔
(۱) اسم فعل حرف میں امتیاز کرے کہ یہ کلمہ اسم ہے یا فعل ہے یا حرف۔ اور یہ امتیاز اسم فعل حرف کی علامات کے ذریعے سے سمجھ میں آئے گا جن کا مصنفؒ نے اگلی فصل میں ذکر کیا ہے۔ (۲) کلمات میں معرب مبنی کو بھی سوچے کہ کونسا کلمہ معرب ہے اور کونسا مبنی' اس کیلئے معرب ومبنی کی قسمیں تفصیل کے ساتھ یاد کرنا ضروری ہے جن کا ذکر آ رہا ہے۔ (۳) عامل اور معمول میں امتیاز کرے اس کیلئے عوامل اور معمولات کو جاننا ضروری ہے ان کا ذکر بھی آ رہا ہے۔ (۴) کلمات کا تعلق ایک دوسرے کے ساتھ کس طرح ہے، آپس میں مبتدا خبر ہیں یا فعل فاعل وغیرہ۔ الغرض ان باتوں کا خیال رکھنے سے مطالعہ کرنے میں مدد ملے گی اور جملے کے صحیح معنی معلوم ہو جائینگے۔

فصل

اسم کی علامات[1]:

اسم کی علامات گیارہ ہیں۔

(۱) الف لام اس کے شروع میں ہو جیسے: اَلْحَمْدُ، الرَّجُلُ۔

(۲) حرف جر[2] اس کے شروع میں ہو جیسے: بزیدٍ، فی المسجد۔

(۳) تنوین (دو زبر دو زیر دو پیش) اس کے آخر میں ہو جیسے: زیدٌ، خالدٌ۔

(۴) مسند الیہ ہو جیسے: زیدٌ قائمٌ، بکرٌ کاتبٌ۔

---

[1] چونکہ مطالعہ میں مہارت حاصل کرنے کیلئے پہلے مصنفؒ نے اسم فعل حرف میں امتیاز کرنے کو ضروری قرار دیا تھا جو علامات کے ذریعے ہوتا ہے اس لئے سب سے پہلے علامات بیان فرمارہے ہیں۔ علامت کا مطلب یہ ہے کہ جس کی علامت (نشانی) ہو صرف اسی میں پائی جائے دوسرے میں نہیں پائی جائے۔

[2] حروف جارہ کی تعداد سترہ ہے جو سارے اس شعر میں جمع ہیں۔

باؤ تاؤ کاف ولام واؤ منذ ومذ خلا

رُبَّ حَاشَامِنْ عَدَافِیْ عَنْ عَلیٰ حتّٰی اِلیٰ

یہ حروف اسم پر داخل ہوکر اسے جر (زیر) دیتے ہیں جیسے بـاللّٰـه، والتّینِ، تـاللّٰـه، کمثلہ، لقوم، فی لیلةِ القدرِ وغیرہ۔

(۵)مضاف ہو جیسے: غُلامُ زیدٍ، رَسُولُ اللّٰہِ (یہاں غلام، اور رسول مضاف ہیں اور زید اور لفظ اللّٰہ مضاف الیہ ہیں)

(۶)مصغَّر [1] ہو جیسے: قریشٌ، رُجَیلٌ،

(۷)منسوب (کسی چیز کی طرف نسبت کیا ہوا) ہو جیسے: بَغدَادِیٌّ (بغداد کا رہنے والا) باکستانیٌّ (پاکستان کا رہنے والا)

---

[1] کسی چیز کا مصغَّر (تصغیر کیا ہوا) ہونا اسم کی علامات میں سے ہے، کسی لفظ کو اس طرح بدلنا کہ وہ عظمت یا محبت یا حقارت پر دلالت کرے اس کو تصغیر کہتے ہیں۔ اگر تصغیر عظمت کیلئے ہو تو اس کی مثال قُرَیشٌ ہے یہ قرش کی تصغیر ہے قرش ایک مچھلی کا نام ہے جو تمام مچھلیوں کو کھا لیتی ہے اور کوئی مچھلی اس کو نہیں کھا سکتی یعنی وہ سب پر غالب ہے اسی طرح چونکہ عرب کا سب سے بڑا قبیلہ (قریش) عرب کے تمام قبیلوں پر سیاسی غلبہ اور اقتدار کا مالک تھا اور کوئی قبیلہ اس پر غالب نہیں تھا اس لئے قریش کہلایا۔ کبھی تصغیر حقارت کیلئے ہوتی ہے جیسے: رُجَیلٌ (ایک حقیر مرد) اور کبھی تصغیر محبت کیلئے ہوتی ہے جیسے بنی (میرا پیارا بیٹا)۔
تصغیر بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس اسم کی تصغیر بنانی ہو اس کے پہلے حرف کو ضمہ اور دوسرے کو فتحہ دے کر تیسری جگہ علامت تصغیر (ی) لاتے ہیں جیسے: رَجُلٌ، سے رُجَیلٌ، عبدٌ سے عُبَیدٌ۔ تصغیر کی مزید تفصیل آپ علم صرف میں پڑھینگے)

(۸) تثنیہ[۱] ہو جیسے: رجلان (دو مرد) مُسْلِمَانِ (دو مسلمان)

(۹) جمع ہو جیسے: رِجَالٌ (بہت سے مرد)

(۱۰) موصوف ہو (موصوف سے مراد یہ ہے کہ اس کی صفت اچھائی یا برائی ظاہر کی گئی ہو) جیسے: جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ (ایک عالم آدمی آیا) یہاں رجلٌ موصوف ہے۔

(۱۱) تاء متحرکہ اس سے ملی ہو (جو وقف کی صورت میں ہاء ہو جاتی ہے) جیسے: ضَارِبَةٌ

---

[۱] کسی طالب علم کے ذہن میں یہ اعتراض آ سکتا ہے کہ تثنیہ اور جمع تو فعل بھی ہوتا ہے جیسے فعلا، فعلوا یفعلان، یفعلون تو پھر یہ دونوں اسم کی علامات کیسے ہونگے جبکہ علامت تو ایسی چیز ہوتی ہے جو کسی اور میں نہ پائی جائے، اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ فعل کے صیغے جو تثنیہ اور جمع کہلاتے ہیں وہ حقیقت میں فاعل کے اعتبار سے ہیں اور فاعل اسم ہوتا ہے جیسے گذشتہ مثالوں میں کرنے والے دو مرد ہیں اس لئے فعلا کہا، اسی طرح کرنے والے بہت سے ہیں اس لئے فعلوا کہا۔

(مارنے والی ایک عورت) مسلمةٌ (اسلام لانے والی ایک عورت)

نحو میر میں صرف گیارہ مشہور علامتوں کو ذکر کیا ہے، جبکہ اس کے علاوہ بھی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ اس سے کسی آدمی یا جگہ یا جانور یا چیز کا نام سمجھ میں آجائے جیسے خالد، ... ستان، فرس۔

۲۔ حروف مشبہ بالفعل (جس کی تفصیل آپ بعد میں پڑھینگے) میں سے کسی حرف کا کلمہ کے شروع میں آنا اور وہ کل چھ ہیں۔ انَّ، کأنَّ، لکِنَّ، لیتَ، لعَلَّ، جیسے انَّ ناصرًا طالبٌ۔

۳۔ کلمہ کے آخر میں الف مقصورہ کا ہونا، اس کی پہچان یہ ہے کہ کلمہ کے اخر میں الف یاء کی صورت میں ہو اور اس کے بعد ہمزہ نہ ہو جیسے موسی، عیسی۔

۴۔ کلمہ کے آخر میں الف ممدودہ کا ہونا، اس کی پہچان یہ ہے کہ کلمہ کے آخر میں الف کے بعد ہمزہ ہو جیسے حمراء۔

۵۔ کلمہ کے شروع میں میم کا زائد ہونا جیسے مضروبٌ، منصورٌ۔

۶۔ اسم ضمیر ہونا جیسے هُوَ، انتَ،

۷۔ اسم اشارہ ہونا جیسے هذا۔

۸۔ اسم موصول ہونا جیسے الّذی۔

۹۔ حروف نداء کا داخل ہونا جیسے یااللّٰہ (اس کی تفصیل بھی آپ آگے پڑھینگے۔)

فعل کی علامات

فعل کی آٹھ علامتیں ہیں

(۱) قدْ اس کے شروع میں ہو جیسے: قدْ ضرَبَ، قدْ سمِعَ۔

(۲) سین اس کے شروع میں ہو جیسے: سَیضْرِبُ (عنقریب وہ مارے گا) سیکْتُبُ (عنقریب وہ لکھے گا)

(۳) سَوْف اس کے شروع میں جیسے: سَوْفَ یَضْرِبُ (کچھ دیر بعد وہ مارے گا) اور سَوف تعلمون۔

(۴) حرف جزم (یعنی وہ حرف جس کی وجہ سے فعل مضارع کا آخر ساکن ہوتا ہے) اس کے شروع میں ہو جیسے: لَمْ یضْرِبْ (اس نے نہیں مارا)

(۵) ضمیر[1] مرفوع متصل اس کے ساتھ ملی ہوئی ہو جیسے: ضربتُ (میں نے مارا) ضَرَبْتَ (تو نے مارا) ضربتِ (تو ایک عورت نے مارا) قرأتُ، قرأتَ، قرأتِ وغیرہ۔

(۶) تاء ساکن اس کے ساتھ ملی ہوئی ہو جیسے: ضربَتْ، نَصرتْ۔

---

[1] ضمیر کی تفصیل آگے آئیگی۔ انشاء اللہ۔

(۷) امر ہو جیسے اضرب (مار تو ایک آدمی) اجلس (بیٹھ تو ایک آدمی)

(۸) نہی ہو جیسے لا تضرب (مت مار تو ایک آدمی) لاتلعب (مت کھیل تو ایک آدمی)[1]۔

حرف کی علامت:...... حرف کی علامت یہ ہے کہ اسم اور فعل کی علامتوں میں سے کوئی بھی علامت اس میں نہ پائی جائے۔

﴿تمرین﴾

ذیل کے الفاظ میں علامات دیکھ کر بتائیں کہ کونسا لفظ اسم ہے کونسا فعل اور کونسا حرف۔

الجنّة، ساحِران، سَوفَ تعلمون، دخلتُ، تَوبَةٌ، طَالِبَةٌ، الصراط المستقيم. كرّاسة، المدرسةُ رسُولُ اللّٰه، سيكُونُ، مُحَمَّدٌ نبيٌّ، مَسَاجِدُ، ربّ العٰلمين، باكستانيٌّ، نَذَرْتُ.

---

[1] واضح رہے کہ اسم کی طرح فعل کی بعض غیر مشہور علامتیں ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) کلمہ کے شروع میں حروف اتین (ا، ت، ی، ن) میں سے کسی حرف کا آنا جیسے ینصر تنصر، انصر، ننصر۔

(۲) کلمہ کے اخر میں الف علامت تثنیہ اور ضمیر فاعل کا آنا جیسے فعلا۔ (۳) کلمہ کے آخر میں واؤ ساکن علامت جمع مذکر اور ضمیر فاعل کا آنا جیسے فعلوا۔ (۴) کلمہ کے اخر میں نون علامت جمع مؤنث اور ضمیر فاعل کا آنا جیسے فعلْنَ۔ (۵) کلمہ کے آخر میں فتحہ کا بغیر عامل کے آنا جیسے فعلَ۔

(۶) کلمہ کے آخر میں نون ثقیلہ (مشدد) یا نون خفیفہ (غیر مشدد) کا ہونا جیسے افعلنّ، افعلنْ۔

فصل

معرب ومبنی

عربی زبان کے تمام کلمات کی دو قسمیں ہیں۔(۱) معرب (۲) مبنی۔

معرب: وہ کلمہ ہے جس کے آخری حرف کی حرکت عامل[1] کے بدلنے سے بدل جائے جیسے جاء زیدٌ رأیت زیداً مررت بزید، (یہاں زید معرب ہے جاء عامل کی وجہ سے زید پر رفع آیا ہے اور رأیت عامل کی وجہ سے زید پر نصب آیا ہے اور ب عامل کی وجہ سے زید پر جر آیا) ان مثالوں میں جاء، رأیت، ب عامل ہیں اور زید معمول اور معرب ہے اور زید کے آخری حرف دال پر جو رفع، نصب، جر ہے وہ اعراب ہے اور دال محلِ اعراب ہے (یعنی اعراب بدلنے کی جگہ ہے)

---

[1] عامل (عمل کرنے والا) اس کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے معرب کا آخر تبدیل ہو یہ اسم بھی ہوتا ہے اور فعل اور حرف بھی۔

مبنی: ...... وہ کلمہ ہے جس کا آخر مختلف عوامل کے بدلنے سے نہ بدلے جیسے ھؤلاءِ کہ یہ حالت رفعی نصبی جری تینوں میں ایک جیسا رہتا ہے جیسے جاءَ ھؤلاءِ رأیتُ ھؤلاءِ مررتُ بھؤلاءِ۔

فصل

معرب و مبنی کی قسمیں

واضح رہے کہ تمام حروف مبنی ہیں اور افعال میں سے (۱) فعل ماضی (۲) امر حاضر معروف (۳) فعل مضارع مبنی ہے جب اس کے ساتھ جمع مؤنث غائب یا جمع مؤنث حاضر کا نون ہو یا نون تاکید ہو۔ اور اسماء میں اسم غیر متمکن مبنی ہے البتہ اسم متمکن جب ترکیب میں واقع نہ ہو تو مبنی ہے اور اگر ترکیب میں واقع ہو تو معرب ہے (مثلاً صرف "زید" مبنی ہے لیکن جاء زیدٌ میں زید معرب ہے اس لئے کہ یہ ترکیب میں واقع ہے) اور فعل مضارع اس صورت میں معرب ہے جب وہ جمع مؤنث کے دونوں نون (نون جمع مؤنث غائب اور نون جمع مؤنث حاضر) اور نون تاکید سے خالی ہو۔

اس سے معلوم ہوا کلام عرب میں ان دونوں قسموں کے علاوہ کوئی معرب نہیں باقی سب مبنی ہیں۔

....

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ (۱) حروف سب کے سب مبنی ہیں۔ (۲) افعال میں فعل ماضی اور امر حاضر معروف اور فعل مضارع (جب نون جمع مؤنث اور نون تاکید کے ساتھ ہو) مبنی ہیں (۳) اسماء میں اسم غیر متمکن مبنی ہے اور اسم متمکن مبنی ہے جب ترکیب میں واقع نہ ہو۔

اسم کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) متمکن (۲) غیر متمکن۔

اسم متمکن وہ ہے جو مبنی الاصل کے ساتھ مشابہ نہ ہو یہ تمکن سے ہے جس کے معنی ہیں جگہ دینا اور قدرت دینا، چونکہ یہ مختلف اعراب (حرکات) کو جگہ دیتا ہے اس لئے اس کو متمکن کہتے ہیں جیسے جاء زید رأیت زیداً مررت بزید میں زید اسم متمکن ہے۔

اسم غیر متمکن وہ ہے جو مبنی الاصل کے ساتھ مشابہ ہو (مشابہت کی تفصیل آپ آگے بڑی کتابوں میں پڑھ لینگے، استاذ صاحب اپنے طور پر سمجھا دیں) جیسے: جاء ھذا، رأیتُ ھذا، مررتُ بھذا میں ھذا اسم غیر متمکن ہے۔

مبنی الاصل وہ ہے جو اصل وضع کے اعتبار سے مبنی ہو مبنی الاصل تین ہیں۔ (۱) ماضی (۲) امر حاضر (۳) تمام حروف۔ غیر مبنی الاصل وہ ہے جو اصل وضع کے اعتبار سے مبنی نہ ہو بلکہ مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے مبنی ہو، غیر مبنی الاصل تین ہیں۔ (۱) اسم غیر متمکن (۲) اسم متمکن جب ترکیب میں واقع نہ ہو (۳) فعل مضارع جب نون جمع مؤنث اور نون تاکید کے ساتھ ہو۔ (یعنی اسم متمکن جب ترکیب میں واقع ہو معرب ہے) (۲) فعل مضارع جب نون جمع مؤنث اور نون تاکید سے خالی ہو تو معرب ہے، کلام عرب میں ان دونوں کے علاوہ کوئی معرب نہیں)

اسم غیر متمکن: وہ اسم ہے جو مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت رکھتا ہو مبنی الاصل تین ہیں۔ (۱) فعل ماضی (۲) امر حاضر معروف (۳) تمام حروف۔

اسم متمکن: وہ اسم ہے جو مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت نہ رکھتا ہو۔

﴿تمرین﴾

ذیل کے الفاظ میں معرب اور مبنی کی نشاندھی کریں۔

افتحوا، لَنْ تفعلوا، یقرءُ ن، اعبُدُوا ربَّکُمْ، القرآنُ کتابُ اللّٰہ، نحن طُلابٌ. ھذا کتابی، ختَمَ اللّٰہ، قل ھو اللّٰہ احد. اعبدوا ربّکم، اھدنا الصراط المستقیم.

فصل

اسم غیر متمکن کی قسمیں

اسم غیر متمکن کی آٹھ قسمیں ہیں۔

(۱) مضمرات (۲) اسماء اشارات (۳) اسماء موصولات (۴) اسماء افعال (۵) اسماء اصوات (۶) اسماء ظروف (۷) اسماء کنایات (۸) مرکب بنائی۔

مضمرات

مضمرات مضمر کی جمع ہے، مضمر کو ضمیر بھی کہتے ہیں۔ اور ضمیر کی جمع ضمائر ہے، ضمیر کے لغوی معنی ہیں پوشیدہ کیا ہوا اور اصطلاح میں ضمیر وہ اسم کہلاتا ہے جو متکلم یا مخاطب یا غائب پر دلالت کرے۔

ضمیر کی قسمیں:

ضمیر[1] کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) مرفوع (۲) منصوب (۳) مجرور، پھر مرفوع اور منصوب ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں۔ (متصل (۲) منفصل۔ اور مجرور کی ایک ہی قسم ہے یعنی متصل۔

چونکہ ہر قسم کی چودہ ضمیریں ہیں اس لئے کل ضمیروں کی تعداد ستر ہے۔

---

[1] ان ضمائر کی تعریف زبانی یاد کریں۔ (۱) مرفوع متصل، وہ ضمیریں جو فعل سے ملی ہوئی آتی ہیں اور ترکیب میں ہمیشہ فاعل یا نائب فاعل ہوتی ہیں جیسے نصرتَ نصرتُ۔ (۲) مرفوع منفصل، وہ ضمیریں جو فعل سے جدا آتی ہیں اور ترکیب میں فاعل یا مبتدا یا خبر ہوتی ہیں جیسے انا مسلم، ما ضرب الا انت، ما قام الا انا۔ (۳) منصوب متصل، وہ ضمیریں جو فعل سے ملی ہوئی آتی ہیں اور ترکیب میں مفعول بہ ہوں یا ایسے حرفوں سے ملیں جو اسم کو نصب دیتے ہوں جیسے انّی، انّا، انکَ۔ (۴) منصوب منفصل، وہ ضمیریں جو فعل سے جدا آتی ہیں اور ترکیب میں مفعول بہ ہوں جیسے ایاک نعبد۔ (۵) ضمیر مجرور متصل، وہ ضمیریں جو حرف جر سے ملیں جیسے لیْ، لنا یا مضاف سے ملکر آئیں جیسے غلامیْ، غلامہٗ۔

مرفوع متصل کی چودہ ضمیریں:

ضربتُ[1]، ضربنا، ضربتَ، ضربتما، ضربتم، ضربتِ، ضربتما، ضربتنَّ، ضربَ، ضربا، ضربوا، ضربتْ، ضربتا، ضربنَ۔

مرفوع منفصل کی چودہ ضمیریں:

انا، نحنُ، انتَ، انتُمَا، انتُم، انتِ، انتما، انتنَّ، ھُو، ھُما، ھُم، ھی، ھما، ھُنَّ۔

منصوب متصل کی چودہ ضمیریں:

ضربنی، ضربنا، ضربکَ، ضربکُما، ضربکُم، ضربکِ، ضربکُمَا، ضربکُنَّ، ضَربه، ضربهما، ضَرَبَهم، ضربها، ضربهما، ضربهُنَّ۔

---

[1] فائدہ: علم نحو کے علماء متکلم سے گردان شروع کرتے ہیں پھر مخاطب سے پھر غائب سے اس لئے کہ ان کے نزدیک جو زیادہ معرفہ (یعنی معلوم) ہوگا اس سے گردان شروع کی جاتی ہے چونکہ سب سے زیادہ بندہ اپنے آپ کو جانتا ہے پھر سامنے والے کو اور پھر غائب کو اس لئے یہ حضرات پہلے متکلم کے صیغے لاتے ہیں پھر مخاطب اور پھر غائب کے۔ اور صرف والے علماء غائب کے صیغے میں حروف کم ہونے کی وجہ سے گردان شروع کرتے ہیں مثلاً کتب میں تین جبکہ کتبتُ میں چار حروف ہیں۔

منصوب منفصل کی چودہ ضمیریں:

اِیّای ،ایّانا ،ایّاکَ ،ایّاکُما ، یاکُم ،ایّاکِ ، ایّاکُما ، ایّاکُنّ ، ایّاہُ ،
ایّاھُما ،ایّاھُم ،ایّاھا ،ایّاھُما ،ایّاھُنّ ۔

مجرور متصل کی چودہ ضمیریں:

لِی ،لنا ،لکَ ،لکُما ، لکُمْ ، لکِ ،لکما ، لکنَّ ، لهُ ، لهُما ، لهُم ، لها ، لهُما ،
لهُنَّ ،[۱]۔

﴿تمرین﴾

ضمائر کا تعین کریں کہ کونسی قسم ہے۔

اِیَّاکَ نعبد ،نحنُ مجتهدون ،لَهُ ملک السمٰوات و الارض ، قُلْ هو اللّٰه احد ، وجعلنا اللیل لباسا ،الرحمٰنُ علَّم القرآن ،خَلَقَ الانسان ،علَّمه البیان ،مَنْ رَّبک .اَنْتَ طالبُ المدرسَة ،ضَربَک اُستاذٌ ،اَنایُوسف ،هُما جَاهِلان ، هُم ملائکةُ الرَّحمٰنِ ،هٰذا کتابُنا ،ظَلَمْنا انفُسَنا ،قِبلَتُنا بیتُ اللّٰه ،مَاندِم مَنْ سکَتَ ،لاَاَعبُدُ مَاتعبدُون ،وَقَالَ الَّذین لایَرْجُوْنَ لِقَاءَ نَا ۔

---

[۱] مجرور کبھی حرف جر کی وجہ سے ہوتا ہے جیسے. لِیْ لَنَا الخ اور کبھی اضافت کی وجہ سے ہوتا ہے جیسے
دارِی ، دارُنا ،قَلمِیْ قَلَمُنَا وغیرہ۔

فائدہ نمبرا:..... ایک بات یہ بھی جاننی چاہئے کہ ضمیر کی دو قسمیں اور ہیں۔(۱) بارز (۲) مستتر۔ ضمیر بارز وہ ہے جو لفظوں میں موجود ہو جیسے ضربتُ، نصرتُ، قرءتُ کہ اس میں تاء ضمیر لفظوں میں موجود نظر آتی ہے۔(۲) ضمیر مستتر وہ ضمیر ہے جو لفظوں میں موجود نہ ہو بلکہ پوشیدہ ہو جیسے اللّٰہ خلق، زیدٌ ضربَ۔ یہاں خلق کا فاعل ھو ضمیر مستتر ہے جو لفظ اللہ کی طرف لوٹ رہی ہے اور ضربَ کا فاعل بھی ھُو ضمیر مستتر ہے جو زید کی طرف راجع ہے۔

فائدہ نمبر۲:..... ماضی میں دو صیغے واحد مذکر غائب اور واحد مؤنث غائب میں ضمیر مستتر ہوتی ہے جیسے ضربَ میں ھُو اور ضربتْ میں ھی، باقی ماضی کے بارہ صیغوں میں ضمیر بارز ہوتی ہے۔ اور فعل مضارع میں صرف پانچ صیغوں میں ضمیر مستتر ہے وہ پانچ صیغے یہ ہیں۔(۱) واحد مذکر غائب جیسے یضربُ اس میں ھو ضمیر مستتر ہے۔(۲) واحد مؤنث غائب جیسے تضربُ اس میں ھی ضمیر مستتر ہے۔(۳) واحد مذکر جیسے تضربُ اس میں انتَ ضمیر مستتر ہے۔(۴) واحد متکلم جیسے اضربُ اس میں انا ضمیر مستتر ہے (۵) جمع متکلم جیسے نضربُ اس میں نحن ضمیر مستتر ہے باقی نو صیغوں میں ضمیر بارز ہوتی ہے وہ یہ ہیں۔(۱) تثنیہ مذکر غائب جیسے یضربان (الف ضمیر بارز)(۲) تثنیہ مؤنث غائب جیسے تضربان (الف ضمیر بارز)(۳) تثنیہ مذکر حاضر جیسے تضربان (الف ضمیر بارز)(۴) تثنیہ مؤنث حاضر جیسے تضربان (الف ضمیر بارز)() جمع مذکر غائب جیسے یضربون (واؤ ضمیر بارز)(۶) جمع مذکر حاضر جیسے تضربون (واؤ ضمیر بارز)(۷) واحد مؤنث حاضر جیسے تضربین (ی ضمیر بارز)(۸) جمع مؤنث غائب جیسے یضربنَ (۹) جمع مؤنث حاضر جیسے تضربن ان دونوں میں نون ضمیر بارز ہے۔ ان فوائد کو یاد رکھنا ضمیروں کی پہچان کیلئے بہت ضروری ہے لہٰذا ان کو خوب یاد کریں۔

دوسری قسم اسماء اشارات:

جس لفظ سے اشارہ کیا جاتا ہے اس کو اسم اشارہ کہتے ہیں اور جس چیز کی طرف اشارہ کیا جائے اسے مشارٌ الیہ کہتے ہیں۔

ا؎ فائدہ:..... کبھی اسماء اشارات کے شروع میں تنبیہ کا حرف ھا بھی بڑھا دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے ھذا، ھذہ، ھذان، ھذین، ھؤلاء۔ ۲۔ نیز کبھی یہ بتانے کیلئے کہ مخاطب مفرد ہے یا تثنیہ یا جمع مذکر ہے یا مؤنث اس کیلئے اسم اشارہ کے آخر میں کَ، کُما، کُم، کِ، کُما، کُنَّ موقع اور محل کے لحاظ سے بڑھایا جاتا ہے۔ جیسے ذاکَ، ذاکما الخ۔ ۳۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ واحد مذکر کی صورت میں ضمیر خطاب یعنی کَ وغیرہ سے پہلے ایک اور لام مکسور کا اضافہ کر دیتے ہیں جیسے ذالِکَ، ذالکما وغیرہ اس سے مزید تنبیہ مقصود ہوا کرتی ہے۔ ۴۔ اسماء اشارات کی مثالیں یہ ہیں۔ ھذا رجل، ھذان رجلان، ھؤلاء رجالٌ، ھذہ امرءۃٌ، ھاتان امرتان، ھؤلاء نسآء۔

اسماء اشارات یہ ہیں۔

ذا	واحد مذکر	یہ ایک مرد
ذان	تثنیہ مذکر	یہ دو مرد، حالت رفعی میں
ذَین	تثنیہ مذکر	یہ دو مرد، حالت نصبی اور جری میں
تا	واحد مؤنث	یہ ایک عورت
تی	واحد مؤنث	یہ ایک عورت
تہ	واحد مؤنث	یہ ایک عورت
ذہ	واحد مؤنث	یہ ایک عورت
ذھی	واحد مؤنث	یہ ایک عورت
تھی	واحد مؤنث	یہ ایک عورت
تان	تثنیہ مؤنث	یہ دو عورتیں، حالت رفعی
تین	تثنیہ مؤنث	یہ دو عورتیں، حالت نصبی و جری
اولاء	جمع مذکر و مؤنث	یہ سب مرد، یہ سب عورتیں
اولی	جمع مذکر و مؤنث	یہ سب مرد، یہ سب عورتیں

تیسری قسم اسماء موصولات:

اسم موصول وہ اسم ہے جو جملہ کا پورا جز بغیر صلہ کے نہیں بنتا اور صلہ وہ جملہ

خبریہ ہوتا ہے جو اسم موصول کے بعد ذکر کیا جائے اور اس میں ایک ضمیر ہو جو اسم موصول کی طرف لوٹے جیسے جاء الذی ابوہ عالم ۔ اسماء موصولات درج ذیل ہیں۔

اَلّذی	واحد مذکر	جو شخص، جس شخص
اَلّذان	تثنیہ مذکر	جن دو شخصوں، حالت رفعی
اَلّذین	تثنیہ مذکر	جن دو شخصوں، حالت نصبی وجری
اَلّذین	جمع مذکر	جن لوگوں، تمام حالتوں میں
اَلّتی	واحد مؤنث	جو عورت
اَلّتان	تثنیہ مؤنث	جو دو عورتیں، حالت رفعی
اللّتین	تثنیہ مؤنث	جو دو عورتیں، حالت نصبی وجری
اللّتی اللّواتی	جمع مؤنث کیلئے	(جن عورتوں
ما	واحد، تثنیہ، جمع، مذکر ومؤنث	وہ چیز جو
مَن	واحد، تثنیہ، جمع، مذکر ومؤنث	وہ شخص جو
ایٌّ	واحد مذکر، بمعنی اَلّذی	وہ مرد جو
ایّۃ	واحد مؤنث، بمعنی اَلّتی	وہ عورت جو
الف لام	واحد، تثنیہ، جمع مذکر ومؤنث بمعنی اَلّذی اور اَلّتی	وہ مرد جو یا وہ عورت جو

واضح رہے کہ یہاں الف لام سے مراد وہ الف لام ہے جو اسم فاعل اور اسم مفعول کے شروع میں ہو۔ اسم فاعل کی مثال جیسے الضَّارِبُ بمعنی الَّذی ضرب اسم مفعول کی مثال جیسے: المضروب بمعنی الَّذی ضُرِبَ، الضَّاربة بمعنی التی ضَرَبَتْ، المضروبة بمعنی التی ضُرِبَتْ۔

(۱۴) ذُو: یہ قبیلہ بنی طیٔ کے نزدیک بمعنی الّذی کے ہے جیسے جاءنی ذُو ضَرَبکَ بمعنی الّذی ضَرَبَکَ (میرے پاس وہ شخص آیا جس نے تم کو مارا ہے)۔ واضح رہے کہ ایّ[1] ایّةٌ معرب ہیں۔

چوتھی قسم اسماء افعال[2]......

---

[1] جاننا چاہیے کہ ایٌّ، ایّةٌ کی کل چار حالتیں ہیں ایک حالت میں مبنی اور تین حالتوں میں معرب ہوتے ہیں (۱) مضاف نہ ہوں اور صدر صلہ (یعنی صلہ کا پہلا جزء) ذکر ہو جیسے: ایٌّ هُوَ قائمٌ (۲) مضاف بھی نہ ہو اور صدر صلہ بھی ذکر نہ ہو جیسے: ایٌّ قائمٌ (۳) مضاف ہوں صدر صلہ ذکر ہو جیسے: ایُّهُمْ هُوَ قائمٌ (۴) مضاف ہوں صدر صلہ ذکر نہ ہو جیسے: ایُّهم قائمٌ پہلی تین صورتوں میں معرب ہیں اور چوتھی صورت میں مبنی ہیں مبنی کی مثال اللہ تعالیٰ کا قول ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ من کلِّ شیعة ایُّهُمْ اشدّ ہے، ایٌّ اس میں مبنی ہے۔

[2] اسماء افعال ان کو کہتے ہیں جو اپنی اصل وضع کے اعتبار سے اسم ہوتے ہیں مگر عرب کے کلام میں فعل کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں اس لئے انہیں اسماء افعال کہا جاتا ہے چونکہ یہ اصل وضع کے اعتبار سے فعل نہیں ہوتے بلکہ اسماء کہلاتے ہیں اس لئے ان کو افعال میں داخل نہیں کیا گیا بلکہ اسماء میں شامل کیا گیا۔

اسماء افعال کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) وہ اسماء، جو فعل امر حاضر کے معنی میں آتے ہیں جیسے رُوَیدَ (بمعنی اَمْهِلْ ،تو مہلت دے)بلْهَ(بمعنی دع ،تو چھوڑ دے) حَيَّهلْ (بمعنی ایت ،تو آ) هلُمَّ(بمعنی ایت تو آ)

(۲) وہ اسماء جو فعل ماضی کے معنی میں آتے ہیں جیسے: هيهات (بمعنی بَعُدَ ، دور ہوا) شتَّانَ (بمعنی افترق ،جدا ہوا)

﴿ تمرین ﴾

ذیل میں اسماء افعال کی وضاحت کریں۔

یاصدیقی هَلُمَّ الی الغداء،سرعان عبداللّٰه،حیّ علی الصلوٰۃ.هیهاتَ یومُ العید۔

پانچویں قسم اسماء اصوات:

یعنی وہ اسماء جن کو درد یا خوشی یا تعجب کے وقت بولتے ہیں یا جن سے کسی جانور وغیرہ کی آواز نقل کی جاتی ہو جیسے: اُحْ اُحْ (کھانسی کی آواز)اُف (کسی چیز کو برا سمجھنے کے وقت یا درد کے وقت یہ آواز نکلتی ہے)بخَّ (یہ آواز خوشی کے وقت نکلتی ہے، نخَّ (اونٹ بٹھانے کی آواز)غاق (کوے کی آواز)

چھٹی قسم اسماءظروف:

اسماءظروف کی دوقسمیں ہیں ۔(۱) ظروف زمان (۲) ظروف مکان۔

(ظروف ظرف کی جمع ہے جس وقت کوئی کام انجام دیا جاتا ہے اس کو ظرف زمان کہتے ہیں اور جس جگہ کوئی کام انجام دیا جاتا ہے اس کو ظرف مکان کہتے ہیں اور جو اسماء ان پر دلالت کرتے ہیں ان کو اسماءظروف کہتے ہیں)۔

ظروف زمان: ...... جیسے اِذْ ، اِذَا ، متیٰ ، کیفَ ، ایَّان ، اَمْسِ ، مُذْ ، منذ ، قطُّ ، عَوْضُ ، قبلِ ، بعدُ ، قبلُ[1] ، بعدُ اس وقت مبنی ہوتے ہیں جس وقت یہ دونوں مضاف ہوں اور مضاف الیہ لفظوں کے اندر نہ ہو بلکہ متکلم کی نیت (ارادہ) میں ہو۔

---

[1] قبل بعد کی تین حالتیں ہیں: (۱) ان کا مضاف الیہ لفظوں میں مذکور ہو جیسے: جاء نی خالدٌ قبل زید (۲) ان کا مضاف الیہ نسیًا منسیًا (یعنی بھلا دیا گیا) ہو یعنی نہ لفظوں میں ذکر ہو اور نہ متکلم کی نیت (ارادہ) میں ہو جیسے: رُبَّ بعدٍ کانَ خیرًا من قبلٍ (بہت سے بعد والے پہلے والوں سے بہتر ہوتے ہیں) (۳) ان کا مضاف الیہ محذوف منوی ہو یعنی لفظوں کے اندر نہ ہو البتہ متکلم کی نیت میں ہو جیسے: للہ الامرُ من قبلُ ومن بعدُ ، یہاں پر قبل اور بعد کا مضاف الیہ کلّ شیءٍ ہے جو لفظوں میں تو موجود نہیں البتہ متکلم کے ذہن میں ہے اور اصل عبارت یوں ہے للہ الامرُ من قبل کلّ شيءٍ و من بعد کل شيءٍ۔ شروع کی دو حالتوں میں قبل بعد معرب ہیں اور آخری حالت میں مبنی برضمہ ہیں۔

ظروف مکان ...... جیسے: حیثُ، قدّام[1] تحتُ، فوق، یہ بھی اس وقت مبنی ہوتے ہیں جب یہ مضاف ہوں اور مضاف الیہ لفظوں کے اندر نہ ہو بلکہ متکلم کی نیت (ارادہ) میں ہو۔

ساتویں قسم اسماء کنایات:

(کنایہ پوشیدہ اشارے کو کہتے ہیں اور جو اسماء ان پر دلالت کرتے ہیں ان کو اسماء کنایات کہتے ہیں) یہ کل چار ہیں (۱) کَمْ[2] (۲) کَذَا، یہ دونوں عدد سے کنایہ کیلئے آتے ہیں (یعنی کتنے) (۳) کیتَ (۴) ذَیتَ یہ دونوں بات سے کنایہ کیلئے آتے ہیں (بمعنی ایسا ویسا)

آٹھویں قسم مرکب بنائی:

(مرکب بنائی کی تفصیل آپ مرکب کی بحث میں پڑھ چکے ہیں) جیسے

اَحَدَ عَشَرَ (گیارہ)

---

[1] قدّام (سامنے) فوق (اوپر) خلفُ (پیچھے) تحت (نیچے) ان کی بھی قبلُ، بعدُ کی طرح تین حالتیں ہیں۔

[2] کَمْ (کتنا) کَذَا (اتنا) کیتَ (ایسا) ذَیتَ (ویسا)

﴿تمرین﴾

درج ذیل مثالوں میں ظروف کو پہچانیں۔

بل احیاء عندربّهم یرزقون، ایّان یوم الدین، جئتک بالامس، للّٰه الامر من قبلُ ومن بعد. اذاجاء نصرُ اللّٰه، نصَرتُکَ أمسِ.

فائدہ: مضمرات، اسماء اشارات، اسماء موصولات، اسماء اصوات، اسماء ظروف، اسماء کنایات، مرکب بنائی یہ ساتوں قسمیں حرف کے مشابہ ہیں، جیسے حرف اپنے معنی بتانے میں دوسرے کا محتاج ہوتا ہے ایسے ہی یہ ساتوں قسمیں اپنے معنی بتانے میں دوسرے کلمے کے محتاج ہیں، اور اسماء افعال بمعنی ماضی امر حاضر کے مشابہ ہیں اور اسماء افعال بمعنی ماضی، ماضی کے مشابہ ہیں۔ الغرض یہ آٹھوں اقسام مبنی الاصل (حروف، امر حاضر، ماضی) کے ساتھ مشابہ ہونے کی وجہ سے مبنی قرار پائے۔

فصل

معرفہ ونکرہ

عموم وخصوص کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں۔(۱) معرفہ۔(۲) نکرہ۔

معرفہ:...... وہ اسم ہے جو کسی خاص اور معیّن چیز کیلئے وضع کیا گیا ہو۔

معرفہ کی قسمیں:...... معرفہ کی سات قسمیں ہیں۔

(۱) ضمیریں[1] جیسے: ھو انت وغیرہ۔

(۲) اعلام[2] جیسے: زید، خالد، بکر۔

(۳) اسماء اشارات جیسے: ھذا ھذان وغیرہ۔

---

[1] یاد رہے کہ ضمیریں اگر چہ اپنے لغوی معنی کے اعتبار سے کسی خاص معیّن چیز کا نام نہیں مثلاً ھو کسی بھی غائب کیلئے استعمال ہوسکتا ہے لیکن جب یہ استعمال کی جاتی ہیں تو اس وقت یہ خاص چیز کیلئے ہی استعمال کی جاتی ہیں اس وقت یہ معرفہ کی قسم ہوتی ہیں۔

[2] اعلام، علم کی جمع ہے لغت میں نشانی، علامت، جھنڈے کو کہتے ہیں۔ اصطلاح میں اس اسم کو کہتے ہیں جو کسی خاص معیّن چیز کا نام ہو جیسے خالد، ناصر، حارث ....

(۴) اسماء موصولات جیسے: الّذی، الّذان، الّتی، اللّتان۔

ان دونوں قسموں (یعنی اسماء اشارات اور اسماء موصولات) کو مبہمات بھی کہتے ہیں[1]۔

(۵) معرفہ بہ نداء: یعنی وہ اسم جس کو حرف نداء داخل کر کے معرفہ بنایا گیا ہو جیسے: یا رجل۔

(۶) معرفہ بالف ولام: یعنی وہ اسم جس پر الف لام داخل کر کے معرفہ بنایا گیا ہو جیسے: الرجل، الکتاب، القلم۔

(۷) وہ اسم جو ان پانچ قسموں میں سے (معرفہ بہ نداکے علاوہ) کسی کی طرف مضاف ہو جیسے: غلامُہ، غلام زید، غلام ھٰذا، غلام الّذی عندی، غلام الرجل۔

نکرہ: ...... وہ اسم ہے جو کسی غیر معیّن چیز کیلئے وضع کیا گیا ہو جیسے رجلٌ (کوئی بھی آدمی) فرسٌ (کوئی بھی گھوڑا) کتابٌ (کوئی بھی کتاب)۔

---

[1] یعنی اسماء اشارات اور اسماء موصولات کو نحوی حضرات مبہمات کے لفظ سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ اسماء اشارات بغیر مشار الیہ کے اور اسماء موصولات بغیر صلہ کے سننے والے کی نظر میں مبہم (پوشیدہ معنی والا) ہوتے ہیں لیکن جب مشار الیہ اور صلہ ذکر ہو جاتے ہیں تو اس سے وضاحت ہو جاتی ہے اس وقت اسماء اشارات، اسماء موصولات معرفہ کی قسم ہوتے ہیں۔

﴿تمرین﴾

ذیل میں معرفہ کی قسمیں پہچانیں اور ترکیب کریں۔

هٰذا أخی، کلامُ اللّٰه دَواءُ القلب، صَمتُ الجاهِلِ سَترُہٗ، هٰذا ما کنزتم، الصَّلوٰۃُ عِمَادُ الدّین، اللّٰهُ یَعْلَمُ مَاتصنعُوْنَ اَنَا یُوْسُفُ، اللّٰهُ رَبُّنَا۔

واضح رہے کہ جنس کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں اور ہیں۔ (۱) مذکر۔ (۲) مؤنث۔

مذکر:...... وہ اسم ہے جس میں تانیث کی کوئی علامت (نشانی) نہ پائی جائے جیسے: رَجُلٌ، قلمٌ، کتابٌ۔

مؤنث:...... وہ اسم ہے جس میں تانیث کی علامت پائی جائے جیسے امرءۃٌ، عائشۃُ، فاطمۃُ، مُسلِمَۃٌ، مَدْرَسَۃٌ۔

تانیث کی علامتیں:...... تانیث کی کل چار علامتیں ہیں۔

(۱) آخر میں گول تاء کا ہونا جیسے: عالمۃٌ، طالبۃٌ۔

(۲) آخر میں الف مقصورہ (وہ الف جو کھینچ کر نہیں پڑھا جاتا) کا ہونا جیسے: حُبلیٰ۔

(۳) آخر میں الف ممدودہ (وہ الف جو کھینچ کر پڑھا جائے) کا ہونا جیسے: حمراء

(سرخ رنگ والی چیز)

(۴) تاء مقدرہ کا ہونا (یعنی وہ تاء جو لفظوں میں موجود نہ ہو بلکہ پوشیدہ ہو) جیسے: ارضٌ (زمین) کہ اصل میں ارضةٌ تھا اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کی تصغیر اُرَیْضَةٌ آتی ہے اس لئے کہ تصغیر اسماء کو اپنی اصل کی طرف لے جاتی ہے اور اس کو مؤنث سماعی کہتے ہیں (یعنی یہ کلام عرب سے سننے پر موقوف ہے[1])

مؤنث کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) مؤنث حقیقی (۲) مؤنث لفظی

مؤنث حقیقی:...... وہ ہے کہ جس کے مقابلے میں کوئی جاندار مذکر ہو جیسے: امرءة (عورت) کہ اس کے مقابلے میں رجلٌ (آدمی) جاندار مذکر ہے اور ناقةٌ (اونٹنی) کہ اس کے مقابلے میں جَمَلٌ (اونٹ) جاندار مذکر ہے۔

مؤنث لفظی:...... وہ ہے کہ جس کے مقابلے میں کوئی جاندار مذکر نہ ہو جیسے: ظلمةٌ (تاریکی) اور قوّةٌ (طاقت) کہ ان کے مقابلے میں نورٌ (روشنی) ضُعفٌ (کمزوری) کلمات موجود ہیں مگر جاندار پر دلالت نہیں کرتے۔

---

[1] جس اسم میں بظاہر تانیث کی کوئی علامت نہ ہو لیکن عرب اس کو مؤنث استعمال کریں تو یہ اسم مؤنث سماعی کہلاتا ہے۔

تعداد کے اعتبار سے اسم کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) واحد (۲) تثنیہ (۳) جمع۔

واحد:...... وہ اسم ہے جو ایک پر دلالت کرے جیسے: کتابٌ (ایک کتاب) رجلٌ (ایک آدمی)

تثنیہ:...... وہ اسم ہے جو دو پر دلالت کرے اس طور پر کہ اس کے آخر میں حالت رفعی میں الف اور نون مکسور ہو جیسے: رَجُلانِ، قَلَمَانِ، اور حالت نصبی و جری میں یاء ما قبل مفتوح اور نون مکسور ہو جیسے: رَجُلَيْنِ، قَلَمَيْنِ۔

جمع:...... وہ اسم ہے جو دو سے زیادہ پر دلالت کرے اس طور پر کہ اس کے واحد میں کوئی تبدیلی کی گئی ہو چاہے لفظی تبدیلی ہو جیسے: رجالٌ (کہ اس کے واحد رجلٌ میں تبدیلی کر کے اس کو بنایا گیا ہے) یا صرف تقدیری (فرضی) تبدیلی ہو جیسے: فُلکٌ (کشتیاں) کہ اگر فلکٌ بروزن قفلٌ (تالا) لیا جائے تو واحد ہے اور اگر اس کو بروزن اُسُدٌ (بہت سے شیر اَسَدٌ کی جمع ہے) لیا جائے تو جمع ہے۔

جمع کی قسمیں:...... لفظ کے اعتبار سے جمع کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) جمع تکسیر (۲) جمع تصحیح۔

جمع تکسیر:...... وہ جمع ہے جس میں واحد کا وزن برقرار نہ رہے جیسے: رجالٌ،

مَسَاجِدُ (کہ ان کے مفرد رَجُلٌ، مسجدٌ کا وزن برقرار نہیں)

جمع تکسیر کے اوزان ثلاثی میں عرب سے سننے پر موقوف ہے ان میں قیاس (قاعدہ) کو کوئی دخل نہیں لیکن رباعی اور خماسی میں جمع تکسیر فَعَالِلُ کے وزن پر آتی ہے جیسے: جعفرٌ (آدمی کا نام ہے) سے جَعَافِرُ، جحمرشٌ (بہت بڑھیا، یا بدصورت عورت) سے جَحَامِرُ اور خماسی میں پانچویں حرف کو حذف کیا جائے گا۔

جمع تصحیح:...... وہ جمع ہے جس میں واحد کا وزن برقرار رہے جیسے: مُسْلِمَةٌ سے مُسْلِمَاتٌ، طالبةٌ سے طَالبَاتٌ۔

جمع تصحیح کی دو قسمیں ہیں۔(۱) جمع مذکر سالم۔(۲) جمع مؤنث سالم۔

جمع مذکر سالم:...... وہ جمع ہے کہ جس کے واحد کے آخر میں حالت رفعی میں واؤ ماقبل مضموم اور نون مفتوح ہو اور حالت نصبی و جری میں یاء ماقبل مکسور اور نون مفتوح ہو جیسے: مسلمُون، مسلمِین۔

﴿تمرین﴾

درج ذیل مثالوں میں تذکیر وتانیث کی پہچان کریں نیز واحد تثنیہ جمع بھی بتائیں۔

فاطمة بنت رسول الله،عائشةعالمة،الشمس مشرقة،الفضّةبيضاء، الم نجعل الارض مهٰدًا.دَوْلَةُالارذالِ آفةُالرِّجال،هَدَيناهُ النجدين، خلَق الارضَ فى يومَيْنِ۔

جمع مؤنث سالم:......وہ جمع ہے کہ جس کے واحد کے آخر میں الف اور تاء زائدہ ہو جیسے:مُسلِمَاتٌ۔

معنی کے اعتبار سے جمع کی دو قسمیں ہیں۔(۱)جمع قلّت۔(۲)جمع کثرت۔

جمع قلت:......وہ جمع ہے جو دس سے کم پر بولی جائے اور اسکے چار اوزان ہیں۔

(۱) اَفعُلٌ جیسے اکلُبٌ(کلبٌ کی جمع ہے۔کتّا)

(۲) افعَالٌ جیسے:اقوالٌ(قولٌ کی جمع ہے۔بات)

(۳) افعِلَةٌ جیسے: اَعوِنَةٌ (عَوَانٌ کی جمع ہے۔ادھیڑ عمر والا)

(۴) فعلةٌ جیسے غِلْمَةٌ(غلام کی جمع ہے۔لڑکا)

اور دو جمع تصحیح (یعنی جمع مذکر سالم،جمع مؤنث سالم) جب ان کے شروع میں

الف لام نہ ہوتو یہ بھی جمع قلت ہیں[1] جیسے: مُسْلِمُوْنَ ، مُسْلِمَاتٌ۔

جمع کثرت:...... وہ جمع ہے جو دس پر اور دس سے زیادہ پر بولی جائے جیسے رِجَالٌ (بہت سے مرد) اور جمع کثرت کے اوزان ان چھ اوزانوں کے علاوہ ہیں۔

﴿تمرین﴾

ذیل میں لکھی ہوئی جمع کے صیغوں میں بتائیں کہ کونسی جمع تکسیر ہے اور کونسی جمع تصحیح، اور جمع تصحیح کی قسموں میں کونسی قسم ہے۔

اخبارٌ، قَانِتَاتٌ، عَقَارِبُ، دَرَاهِمُ، قُدُورٌ، عُلَمَآءُ، مَنَازِلُ، انفُسٌ، اَصَابِعُ، مُفلِحُوْنَ، فائزُوْنَ۔

---

[1] اگر ان پر الف لام داخل ہوتو پھر دس سے زیادہ پر بھی بولے جاتے ہیں جیسے: المسلمون، المسلمات۔

فصل

اسم کے اعراب

واضح رہے کہ اسم کے اعراب تین ہیں۔(۱) رفع (۲) نصب (۳) جر۔

اسم متمکن کی سولہ قسمیں

اعراب کی قسموں کے اعتبار سے اسم متمکن کی سولہ قسمیں ہیں[1]۔

(۱) مفرد منصرف صحیح:...... جیسے: زیدٌ، شجرٌ، قلمٌ، کتابٌ۔

---

[1] فائدہ:...... اسم متمکن کے اعراب کی قسموں کو سمجھنے سے پہلے کچھ باتیں جاننا ضروری ہیں۔

اعراب کی تعریف:...... اعراب ہر اس حرکت یا حرف کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے معرب کا آخر تبدیل ہوتا ہے جیسے ضمہ، فتحہ، کسرہ، واوَ، الف، یاء۔

اعراب کی قسمیں:...... اعراب کی دو قسمیں ہیں۔(۱) اعراب بالحرکۃ (۲) اعراب بالحرف۔(۱) اعراب بالحرکۃ وہ اعراب جو حرکت کے ساتھ ہو جیسے ضمہ فتحہ کسرہ۔(۲) اعراب بالحرف وہ اعراب جو حرف کے ساتھ ہو یعنی واوَ الف یاء کے ساتھ (جس کا ذکر آگے آرہا ہے) پھر ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں۔(۱) لفظی (۲) تقدیری۔(۱) لفظی وہ ہے جو لفظوں میں پڑھا جائے جیسے: زیدٌ رَجلٌ۔(۲) تقدیری وہ ہے جو لفظوں میں نہ پڑھا جائے جیسے موسیٰ، یحیٰ۔

پھر ان میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں۔(۱) اصلی (۲) تبعی۔(۱) اصلی وہ اعراب ہے جو دوسرے اعراب کا تابع نہ ہو (۲) تبعی وہ اعراب ہے جو دوسرے اعراب کا تابع ہو۔

(۲) مفرد[1] منصرف قائم مقام صحیح:...... جیسے: دَلْوٌ، ظَبْیٌ۔

(۳) جمع مکسّر منصرف:...... جیسے: رِجَالٌ۔

ان تینوں اسموں کا اعراب حالت رفعی میں ضمّہ کے ساتھ اور حالت نصبی میں فتحہ کے ساتھ اور حالت جرّی میں کسرہ کے ساتھ ہوگا۔ جیسے:

حالت رفعی	حالت نصبی	حالت جرّی
جاءنی زیدٌ	رأیتُ زیدًا	مررتُ بزیدٍ
ھٰذادلوٌ، وظبیٌ	رأیتُ دلوًاوظبیًا	نظرتُ الیٰ دَلو، وظبی
جاءنی رِجَالٌ	رأیت رجَالاً	مررتُ برجال

---

[1] مفرد سے مراد یہ ہے کہ تثنیہ جمع نہ ہو، منصرف سے مراد یہ ہے کہ غیر منصرف نہ ہو (ان دونوں کی تفصیل آ رہی ہے)۔ صحیح نحوی علماء کے ہاں وہ ہے جس کے لام کلمہ کے مقابلہ میں حرف علّت نہ ہو اور صرفی علماء کے ہاں وہ ہے جس کے فاءعین لام کلمہ کے میں حرف علّت (واؤ الف یاء) اور ہمزہ اور ایک جنس کے دو حرف نہ ہوں چنانچہ زید نحویوں کے ہاں صحیح اور صرفیوں کے نزدیک صحیح نہیں۔

قائم مقام صحیح، اس اسم کو کہتے ہیں جس کے آخر میں حرف علت ہو اور اس سے پہلے ساکن ہو جیسے دلوٌ، ظبیٌ۔ اس کو قائم مقام صحیح اس وجہ سے کہتے ہیں کہ صحیح کی طرح یہ اسم متمکن بھی تینوں حالتوں میں تینوں حرکتوں کو قبول کر لیتا ہے گویا یہ صحیح کے قائم مقام ہوا۔

(۴) **جمع مؤنث سالم:**...... اس کا اعراب حالت رفعی میں ضمہ اور حالت نصبی اور جری میں کسرہ کے ساتھ ہوگا جیسے: هُنَّ مُسْلِمَاتٌ، رأيتُ مسْلِمَاتٍ، مَرَرْتُ بمسلماتٍ۔

(۵) **غیر منصرف:**...... یہ وہ اسم ہے جس میں اسباب منع صرف میں سے دو سبب یا ایک سبب جو دو کے قائم مقام ہو پائے جائیں۔ منع صرف کے اسباب نو ہیں۔ عدل، وصف، تانیث، معرفہ، عجمہ، جمع، ترکیب، وزن فعل، الف نون زائدتان[۱] جیسے عُمَرُ، احمرُ، طلحةُ، زينبُ، ابراهيمُ، مَسَاجِدُ، بعلبكُ، احمدُ، عمرانُ، اس کا اعراب حالت رفعی میں ضمہ اور حالت نصبی جری دونوں میں فتحہ کے ساتھ ہوگا جیسے جاء نی عمرُ رأيتُ عُمَرَ مَرَرْتُ بعُمَرَ۔

(۶) **اسماء ستہ[۲] مکبّرہ:**...... جس وقت یہ یاء متکلم کے علاوہ دوسرے اسم کی طرف مضاف ہوں اور یہ چھ اسم ہیں أبٌ (باپ) أخٌ (بھائی) فمٌ (منہ) حمٌ (دیور) هَنٌ

---

[۱] نوٹ: غیر منصرف اور ان کے اسباب کی تفصیل مثالوں سمیت آگے آرہی ہے۔

[۲] اسماء اسم کی جمع ہے اور ستۃ کے معنی ہیں چھ، مکبّرہ، تکبیر سے ہے بمعنی کسی چیز کو بڑا کرنا۔ یعنی یہ اسماء مکبّرہ ہونگے کہ مصغّرہ (جو تصغیر سے ہے)

(شرمگاہ) ذو (والا) ان کا اعراب حالت رفعی میں واؤ کے ساتھ اور حالت نصبی میں الف کے ساتھ اور حالت جری میں یاء کے ساتھ ہوگا جیسے: جاءَ ابوکَ، رأیت أباکَ، مررتُ بأبیکَ[۱]۔

(۷) تثنیہ:[۲] ...... جیسے رجلانِ۔

(۸): ...... کِلاَ، کِلْتَا جس وقت یہ ضمیر کی طرف مضاف ہوں۔

(۹): ...... اثنان، اثنتان۔

---

[۱] ابٌ اخٌ، حمٌ ،ھنٌ یہ اصل میں ابوٌ، اَخوٌ، حَموٌ ھنوٌ تھے واو کو تخفیف (آسانی) کیلئے بغیر کسی قاعدہ کے زیادہ استعمال کی وجہ سے حذف کردیا اور اضافت کی صورت میں ثقل (دشواری) نہ ہونے کی وجہ سے واؤ واپس آئے گی۔ اور فمٌ اصل میں فوہٌ تھا ہاء کو بغیر کسی قاعدہ کے حذف کردیا اور واؤ کو میم کے ساتھ تبدیل کیا اس لئے کہ دونوں کے مخرج قریب قریب ہیں اور یہاں بھی اضافت کی صورت میں دشواری نہ ہونے کی وجہ سے واو واپس آجاتی ہے۔ ذو اصل میں "ذوو" تھا واؤ کو آخر سے آسانی کیلئے حذف کیا یہ صاحب (والا) کے معنی میں ہمیشہ اسم جنس ظاہر کی طرف مضاف ہوکر استعمال ہوتا ہے اور اس وقت یہی اعراب اس پر جاری ہوتا ہے جیسے: جاء نی ذو مال، ذو علم، ذو کتاب۔

[۲] اصل میں تثنیہ تین قسمیں ہیں۔ (۱) حقیقی' جو واحد سے بنے جیسے رَجُلانِ یہ رَجلٌ سے بنا ہے۔ (۲) معنوی' جو واحد سے نہ بنے لیکن وہ معنی میں تثنیہ حقیقی کی طرح ہو جیسے کِلا (تثنیہ مذکر کیلئے) کلتا (تثنیہ مؤنث کیلئے) جب یہ دونوں ضمیر کی طرف مضاف ہوں۔ (۳) صوری' جو صورت کے اعتبار سے تثنیہ حقیقی کی طرح ہو اور وہ واحد سے نہیں بنا ہو جیسے اثنان (دو، تثنیہ مذکر کیلئے) اثنتان (دو، تثنیہ مؤنث کیلئے)

ان تینوں کا اعراب حالت رفعی میں الف کے ساتھ اور حالت نصبی جری میں یا ماقبل مفتوح کے ساتھ ہوگا جیسے جاء رجلان، کلاھما واثنان واثنتان ورأیت رجلین کلیھما واثنین واثنتین ومررت برجلین کلیھما واثنین اثنتین۔

(۱۰) جمع مذکر سالم[1]......جیسے مسلمون۔

(۱۱):......عشرون (بیس) سے لیکر تسعون (نوے) تک کی سب دہائیاں۔

ان تینوں کا اعراب حالت رفعی میں واؤ ماقبل مضموم کے ساتھ ہوگا اور حالت نصبی اور جری میں یاء ماقبل مکسور کے ساتھ ہوگا۔

---

[1] جمع مذکر سالم کی بھی تین قسمیں ہیں۔(۱) حقیقی (۲) معنوی (۳) صوری۔

(۱) حقیقی وہ ہے جو واحد سے بنا ہو جیسے: مسلمون 'مُسْلِمٌ' سے بنا ہے۔

(۲) معنوی وہ ہے جو واحد سے نہ بنے بلکہ وہ معنی میں جمع مذکر سالم حقیقی کی طرح ہو جیسے اُولُو (بمعنی والے، یہ ذُو کی جمع من غیر لفظہ، ہے من غیر لفظہ جمع اس کو کہتے ہیں جس میں واحد کے حروف بالکل بدل جائیں جیسے ذو سے اُولُو، امرءۃ سے نسآء، اولو بھی ذو کی طرح ہمیشہ مضاف ہوکر استعمال ہوتا ہے جیسے اُولو مالٍ)

(۳) صوری وہ ہے جو خود جمع نہ ہو اور نہ واحد سے بنا ہو بلکہ وہ جمع حقیقی کے ساتھ صورت میں مشابہ ہو (یعنی صورت کے اعتبار سے دونوں ایک طرح ہوں) جیسے: عشرون، ثلثون، اربعون، خمسون، ستون، سبعون، ثمانون، تسعون۔

جیسے:

حالت رفعی کی مثال	جاء مسلمون	جاء اولو مال	جاء عشرون رجلاً
حالت نصبی کی مثال	رأیت مسلمین	رأیت اولی مال	رأیت عشرین رجلا
حالت جری کی مثال	مررت بمسلمین	مررت باولی مال	مررت بعشرین رجلا

(۱۳):...... وہ اسم جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو (جو بغیر مدّ کے پڑھا جاتا ہے)

جیسے موسیٰ، عیسیٰ، یحيٰ۔

(۱۴):...... وہ اسم جو جمع مذکر سالم نہ ہو اور یاء متکلم کی طرف مضاف ہو جیسے: غُلامِیُ۔ ان دونوں کا اعراب حالت رفعی میں ضمہ تقدیری کے ساتھ اور حالت نصبی میں فتحہ تقدیری کے ساتھ اور حالت جری میں کسرہ تقدیری کے ساتھ ہوگا

جیسے:

حالت رفعی کی مثال	جاء موسیٰ	جاء غلامی
حالت نصبی کی مثال	رأیت موسیٰ	رأیت غلامی
حالت جری کی مثال	مررت بموسیٰ	مررت بغلامی

(۱۵) اسم منقوص:...... یہ وہ اسم ہے جس کے آخر میں یاء ماقبل مکسور ہو جیسے: قاضِیُ' اس کا اعراب حالت رفعی میں ضمہ تقدیری اور حالت نصبی میں فتحہ لفظی اور حالت جری میں کسرہ تقدیری کے ساتھ ہوگا جیسے: جاءَ القاضی رأیت القاضِیَ مررتُ بالقاضِی۔

(۱۶) جمع مذکر سالم:...... جب یاء متکلم کی طرف مضاف ہو جیسے: مُسْلِمِیَّ، اس کا اعراب حالت رفعی میں واو تقدیری کے ساتھ اور حالت نصبی و جری میں یاء ماقبل مکسور کے ساتھ ہوگا جیسے: جاء نی مسلمیَّ' رأیت مسلمیَّ' مررتُ بمسلِمِیَّ۔

جاء نی مُسْلِمِیَّ میں مسْلِمِیَّ اصل میں مسلِمُونَیَ تھا نون اضافت کی وجہ سے گر گیا واو اور یاء جمع ہو گئے پہلا ساکن تھا اس کو یاء سے تبدیل کیا پھر یاء کو یاء میں ادغام (ملانا) کیا اور چونکہ یاء اپنے سے پہلے کسرہ چاہتی ہے اس لئے میم کے ضمہ کو یاء کی مناسبت کی وجہ سے کسرہ سے تبدیل کیا تو مسْلِمِیَّ ہو گیا۔

﴿تمرین﴾

درج ذیل مثالوں میں سولہ اقسام کو پہچان لیں اور ہر ایک کا اعراب بھی بتادیں۔

الحمد للّٰہ رب العٰلمین، ذالک الکتبُ، اللّٰہ ربّنا، الرّاشی والمرتشی کلاھُمَافی النَّارِ، واعَدنَا موسیٰ ثلٰثین لیلةً، وھبنا لَہ اخَاہُ ھَارون، ویسئلونک عن ذی القرنین. نبیُّنَا مُحَمَّدٌ، انکحوا مُسلِمَات، خیرُا لبقاع مَسَاجِدُاللّٰہِ، سیّدُالشھداءِ حَمزَةُ، اِذیَرفَعُ ابراھیمُ القواعِدَ. اِسمَاعیلُ ذبیحُ اللّٰہ، اتَّبعُوا مِلَّة ابراھیمَ، بَشَّرنَاہُ باسحَاقَ، ابُونا آدَمُ، مَرَرتُ بِطالب ذِی لُبّ، ھذاطعَامٌ ذُوْ ملح، ھُم اُولُو عقل۔

فصل

فعل مضارع کے اعراب تین ہیں رفع، نصب، جزم۔

فعل مضارع باعتبار اقسام اعراب

اعراب کی قسموں کے اعتبار سے فعل مضارع کی چار قسمیں ہیں۔

(۱)...... جب فعل مضارع صحیح لام ہو اور ضمیر بارز مرفوع سے خالی ہو۔ یہ کل پانچ صیغوں میں ہوتا ہے واحد مذکر غائب، واحد مؤنث غائب، واحد مذکر حاضر،

واحد متکلم، جمع متکلم۔

اس کا اعراب حالت رفعی میں ضمّہ کے ساتھ اور حالت نصبی میں فتحہ کے ساتھ اور حالت جزمی میں سکون کے ساتھ ہوگا جیسے: هُوَ يَضْرِبُ، لن يضربَ، لَمْ يَضْرِبْ وغیرہ۔

(۲) مفرد معتل[۲] واوی یا یائی:

یعنی فعل مضارع کے ایسے صیغے جو مفرد ہوں، اور ضمیر بارز مرفوع سے خالی ہوں اور ان کے لام کلمہ کے مقابلہ میں حرف علّت واؤ یا یاء ہو (یہ وہی صیغے ہیں جن کا پہلی قسم میں ذکر ہوا)

اس کا اعراب حالت رفعی میں ضمّہ تقدیری اور حالت نصبی میں فتحہ لفظی اور حالت جزمی میں لام کے حذف کے ساتھ ہوتا ہے۔

---

[۱] صحیح کی تعریف آپ نے مفرد منصرف صحیح کی بحث میں پہلے پڑھ لی ہے۔

[۲] معتل، حقیقت میں اس کو کہتے ہیں جس کے فا یا عین یا لام کلمہ کے مقابلہ میں حرف علّت ہو اگرچہ یہاں لام کلمہ والا حرف علّت مراد ہے۔ اس کی مزید تفصیل آپ ہفت اقسام کے نام سے علم صرف میں پڑھینگے انشاء اللہ۔

جیسے:

حالت رفعی	هُوَ يغزُوْ	هُوَ يَرْمِیْ
حالت نصبی	لن يغزوَ	لَنْ يرمِیَ
حالت جزمی	لَمْ يغزُ	لَمْ يَرْم

(۳) مفرد معتل الفی: ......یعنی فعل مضارع کے ایسے صیغے جو مفرد ہوں، اور ضمیر بارز مرفوع سے خالی ہوں اور ان کے لام کلمہ کے مقابلہ میں حرف علّت الف ہو (یہ بھی وہی پانچ صیغوں میں ہوتا ہے جن کا ذکر شروع کی دو قسموں میں ہوا) اس کا اعراب حالت رفعی میں ضمّہ تقدیری کے ساتھ اور حالت نصبی میں فتحہ تقدیری اور حالت جزمی میں لام کلمہ کے حذف کے ساتھ ہوگا جیسے:

حالت رفعی	هُوَ يرضیٰ
حالت نصبی	لَنْ يرضیٰ
حالت جزمی	لَمْ يَرْضَ

(۴): ......فعل مضارع صحیح ہو یا معتل جبکہ ضمیر بارز مرفوع اور نون کے ساتھ ہو اور یہ کل سات صیغے ہیں (جو مذکورہ پانچ صیغوں کے علاوہ ہیں) اس کا اعراب حالت رفعی میں نون کے ثابت (موجود) رہنے کے ساتھ ہوگا اور حالت نصبی

وجزمی میں نون کے حذف کے ساتھ ہوگا جیسے:

حالت رفعی:...... هُمَا یضربَانِ ویَغْزُوانِ ویَرْمِیَانِ ویَرْضَیَانِ ۔ هُمْ یضربون ویَغْزُوْنَ ویَرْمُوْنَ ویَرْضَوْنَ ۔ انت تضربینَ وتغزینَ وترمینَ وتَرْضَینَ۔

حالت نصبی:...... لن یضربا لن یغزُوا لن یرمیَا، لَن یَّرْضَیَا، لَنْ یضربوا، لن یغزُوا، لن یَّرموا، لَنْ یَّرْضَوْا ۔ لَنْ تضربی، لن تغزیْ، لَنْ ترمیْ، لَنْ تَرْضَیْ۔

حالت جزمی:...... لم یضربَا، لَمْ یغزُوا، لَمْ یَرْمیَا، لَمْ یَرْضَیَا۔ لَمْ یَضْرِبُوا، لَمْ یغزُوا، لَمْ یَرْمُوْا، لَمْ یَرْضَوْا ۔ لَمْ تضْرِبِیْ، لَمْ تَغْزِیْ، لَمْ تَرْمِیْ، لَمْ تَرْضَیْ[1]۔

---

[1] یہاں اختصار کے پیش نظر صرف تثنیہ مذکر غائب، جمع مذکر غائب، واحد مؤنث حاضر کی مثالیں دی گئیں باقی صیغوں کی مثالوں کو ان ہی پر قیاس کر لیجئے۔

﴿تمرین﴾

ذیل کی مثالوں میں مضارع کی قسمیں اعراب کے ساتھ بیان کریں۔

اِيَّاكَ نعبُد، يُؤْمنون بالغيب، ينفقُونَ، لااعبد ماتعبدون، ولَسَوْفَ يعطيك ربّك فترضىٰ، يريدان ان يخرجاكم، اولئك يُسَارعونَ في الخيراتِ، ويطعمون الطعام، فلَنْ اكلّم اليوم انسيًّا، الَمْ تَرَكيف فعل ربك، وَلم يجعلني جبّارًا، ولَنْ تَرْضىٰ عنك، لَمْ ينالُوا خيرًا۔

فصل

عوامل کی بحث

اعراب کے عوامل کی دو قسمیں ہیں۔(۱) لفظی (۲) معنوی۔

(۱) لفظی: وہ عوامل ہیں جو لفظوں میں ظاہر ہوں جیسے "جاءَ طالبٌ" میں "جاءَ" عامل لفظی ہے۔

(۲) معنوی: وہ عوامل ہیں جو لفظوں میں ظاہر نہ ہوں جیسے: یکتُبُ، یقرءُ۔ پھر لفظی کی تین قسمیں ہیں۔(۱) حروف (۲) افعال (۳) اسماء۔

ان کو ہم تین بابوں میں ذکر کرینگے انشاء اللہ۔

باب اوّل

حروف عاملہ کے بیان میں ہے۔

اس میں دو فصلیں ہیں۔ پہلی فصل ان حروف کے بیان میں ہے جو اسم میں عمل کرتے ہیں۔ اور دوسری فصل ان حروف کے بیان میں ہے جو فعل مضارع میں عمل کرتے ہیں۔

فصل اوّل

اسم میں عمل کرنے والے حروف

اسم میں عمل کرنے والے حروف کی پانچ قسمیں ہیں۔

(۱) حروف جر (۲) حروف مشبّہ بالفعل (۳) ما اور لا جو لَیْسَ کے ساتھ مشابہ ہوں (۴) لانفی جنس (۵) حروف نداء۔

پہلی قسم حروف جر:

حروف جر کل سترہ ہیں جو اس شعر میں جمع ہیں۔

باؤ تاؤ کاف ولام وواؤ منذ ومذ خلا

رُبَّ حاشا مِنْ عدَا فِیْ عَنْ علیٰ حتّٰی اِلیٰ

حروف جر کا عمل:

حروف جر اسم پر داخل ہوتے ہیں اور اس کے آخر کو جر (زیر) دیتے ہیں[1]

جیسے: المَالُ لِزَید، کتبتُ بالقلم، ناصِرٌ فی المدرسةِ۔

دوسری قسم حروف مشبّہ[2] بالفعل: ...... یہ چھ حروف ہیں۔

---

[1] جر دینے والے کو جار اور جس اسم کو جر دیا جائے اس کو مجرور کہتے ہیں جیسے بِـزَیـدٍ میں باء جار اور زید مجرور ہے۔

[2] یعنی وہ حروف جو فعل کے ساتھ مشابہ ہو/یعنی فعل کی طرح ہوں) یہ چند باتوں میں فعل سے مشابہت رکھتے ہیں۔ (۱) فعل کی طرح یہ بھی ثلاثی، رباعی ہوتے ہیں مثلاً اِنَّ اَنَّ، لیتَ ثلاثی ہیں اور کاَنَّ لکنَّ لعَلَّ رباعی ہیں۔ (۲) معنی میں فعل کے مشابہ ہیں جیسے اِنَّ اور اَنَّ بمعنی حقَّقتُ، اور کأنَّ بمعنی شبَّهتُ، لکنَّ بمعنی اِستَدرکت اور لیتَ بمعنی تمنَّیتُ اور لَعَلَّ بمعنی ترَجَّیتُ (۳) جیسے فعل ماضی مبنی بر فتحہ ہوتا ہے اس طرح یہ سب حروف مبنی بر فتحہ ہیں۔

(۱) اِنَّ[۱] (۲) اَنَّ (۳) کَاَنَّ (۴) لکنَّ (۵) لیتَ (۶) لعلَّ۔

حروف مشبہ بالفعل کا عمل:

یہ حروف مبتدا خبر پر داخل ہو کر مبتدا کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں مبتدا کو انَّ کا اسم اور خبر کو انَّ کی خبر کہا جاتا ہے جیسے: اِنَّ زیدًا قائمٌ (بے شک زید کھڑا ہے) اس مثال میں زیدًا، انَّ کا اسم اور قائم انَّ کی خبر ہے۔ انَّ المسجدَ وسیعٌ، انَّ الکتاب جمیلٌ، انَّ القلمَ ثمینٌ، انَّ اللّٰہ علیمٌ۔

فائدہ:...... واضح رہے کہ اِنَّ اور اَنَّ حروف تحقیق ہیں (یعنی کسی بات کو مضبوط کرنے کیلئے آتے ہیں) اور کأنَّ حرف تشبیہ ہے (کسی چیز کی دوسری چیز کے ساتھ تشبیہ دینے کیلئے آتا ہے) لکنَّ وہم دور کرنے کیلئے آتا ہے اور لیتَ حرف تمنّی (آرزو) ہے اور لَعَلَّ حرف ترجّی (امید) ہے۔

---

[۱] اِنَّ جیسے: اِنَّ اللّٰہ علیٰ کل شيءٍ قدیرٌ۔ (۲) أنَّ جیسے: بلغنی انّک طالبٌ (۳) کأنَّ جیسے: کأنَّ زیدًا اسدٌ (۴) لکنَّ جیسے قامَ القومُ لکنَّ بکرًا جالسٌ۔ (۵) لَیْتَ جیسے لیتَ الشبابَ یعودُ (۶) لَعَلَّ جیسے لَعَلَّ اللّٰہ یرحمنا۔

تیسری قسم: ......مَا و لاَ ہے جو لیسَ کے ساتھ مشابہ[1] ہیں۔

یہ دو حروف بھی مبتدا خبر پر داخل ہوتے ہیں اور مبتدا کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں مبتدا کو ان کا اسم اور خبر کو ان کی خبر کہا جاتا ہے جیسے مازید قائمًا، مَاخالدٌ طَالبًا، لارَجلٌ افضلَ منک۔

﴿تمرین﴾

ذیل میں حروف مشبّہ بالفعل اور ان کے عمل پر غور کریں۔

انَّ اللّٰہ غفورٌ، لَعَلَّ اللّٰہ یرحمُنا، انَّ وَعْدَاللّٰہ حقٌّ، کانَّ ناصرًا اقمرٌ، لیتَ الشبابَ یعودُیوْمًا، اِنَّ اللّٰہ سمیعٌ، اِنّی اعلمُ غیب السّمٰوٰتِ والارضَ، اِعْلَم اَنَّ اللّٰہ عزیزٌ حکیمٌ، اعلمُوا انَّ اللّٰہ شدیدُ العقاب، لَیْتَنِی کنتُ تُرابًا، اِنّی عبدُاللّٰہ، اِنَّ زلزَلَةَ السّاعةِ شیئٌ عظیمٌ، لَعَلَّ السّاعةَ قریبٌ، اِنَّ المُتَّقِیْنَ فِی جنّاتٍ وَّعُیُوْن، لَعَلَّکُمْ تَشکُرون، کانَّ زیدًا قَمرٌ۔

[1] لَیْسَ (فعل ناقص، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے) کے ساتھ مَا اور لا کی تشبیہ دو چیزوں میں ہے۔ (۱) معنی میں، یعنی جس طرح لیسَ کا معنی نفی کا ہے اسی طرح ان دونوں کا معنی بھی نفی کا ہے۔ (۲) عمل میں، جس طرح لیسَ اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتا ہے اسی طرح یہ دونوں بھی اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں البتہ مَا اور لا میں فرق یہ ہے کہ مَا کا اسم معرفہ اور نکرہ دونوں طرح آتا ہے اور لا کا اسم ہمیشہ نکرہ آتا ہے اس کے علاوہ اور بھی فرق ہیں۔

چوتھی قسم لائے[1] نفی جنس:

یہ وہ لا ہے جو جنس کی نفی کیلئے ہو (یعنی جس پر لا داخل ہو اس کو بالکل نفی کیا جائے) اس کی خبر ہمیشہ مرفوع ہوتی ہے۔

البتہ اس کے اسم کے اعراب کے متعلق تین حکم ہیں۔

(۱) **منصوب ہونا۔** (یہ اکثر ہوتا ہے) اور یہ دو صورتوں میں ہوتا ہے۔

(۱) جب **لا** کا اسم نکرہ مضاف ہو جیسے "**لاغلامَ رَجل قائمٌ**" (کسی شخص کا غلام کھڑا نہیں)

---

[1] مشابہ بلیس اور لانفی جنس میں فرق ہے۔ لفظی فرق تو عمل سے ظاہر ہے اور معنوی فرق یہ ہے کہ لا مشابہ بلیس کے معنی میں دو احتمال ہیں۔ (۱) خبر کی نفی اسم کے افراد میں سے صرف ایک فرد (شخص، چیز) سے کی جائے جیسے "**لا رجلٌ قائماً**" کا معنی یہ لیا جائے کہ ایک آدمی کھڑا نہیں ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ دو کھڑے ہوں یعنی دو کے نہ کھڑے ہونے کی نفی اس میں نہیں۔ (۲) خبر کی نفی جنس اسم سے کی جائے جیسے اسی ذکر شدہ جملے میں یہ ترجمہ مان لیا جائے کہ جنس رجل (کوئی بھی آدمی) کھڑا نہیں اور لانفی جنس میں صرف ایک احتمال ہے کہ خبر کی نفی جنس اسم سے ہے جیسے: **لا رَجل فی الدّار** کوئی بھی آدمی گھر میں نہیں نہ ایک ہے اور نہ دو۔

(۲) جب لا کا اسم مشابہ[1] مضاف ہو جیسے "لاطَالعًا جبلاً ظاهرٌ" (پہاڑ پر چڑھنے والا کوئی شخص ظاہر نہیں)

(۲) علامت فتح پر مبنی ہونا:

یہ ایک صورت میں ہوتا ہے کہ جب لا کا اسم نکرہ مفردہ[2] ہو (یعنی مضاف اور مشابہ مضاف نہ ہو) جیسے: لارَجُلَ فی الدّار (گھر میں کوئی شخص نہیں) لاطالبَ في المدرسة، لارَاحَة فی جهنّمَ۔

(۳) مرفوع ہونا: ...... یہ بھی دو صورتوں میں ہوتا ہے۔

---

[1] مشابہ مضاف، شبہ مضاف وہ ہے جو ناتمام ہونے میں مضاف کی طرح ہو یعنی جس طرح مضاف کے معنی بغیر مضاف الیہ ملائے پورے نہیں ہوتے اسی طرح مشابہ مضاف میں بھی پہلا اسم دوسرے اسم کے ملائے بغیر اپنے معنی کو صحیح نہیں بتا سکتا مثلاً طالعًا کے معنی ہیں چڑھنے والا یہاں معنی ناتمام ہے جب اس کے ساتھ "جَبَلاً" ملایا تو معنی پورا ہوا یعنی پہاڑ پر چڑھنے والا۔

[2] مفرد سے مراد یہ ہے کہ مضاف اور شبہ مضاف نہ ہو اس سے معلوم ہوا کہ یہاں وہ مفرد مراد نہیں جو تثنیہ جمع کے مقابلے میں ہے۔ لہٰذا لانفی جنس کے بعد جب اسم تثنیہ یا جمع ہو تو وہ بھی علامت فتح پر مبنی ہونگے جیسے "لامسلِمَیْنِ لک" یہاں تثنیہ میں یاء ماقبل مفتوح ہوتا اس کا مبنی ہونا ہے الغرض معرب ہونے کی صورت میں جو اعراب دیا جاتا تھا اب لانفی جنس کے بعد اسی پر یہ مبنی ہونگے۔

(۱) لا کا اسم معرفہ ہو جیسے "لا زیدٌ عندی ولا بکرٌ" (میرے پاس نہ زید ہے اور نہ بکر) (۲) لا کا اسم نکرہ ہو لیکن اس میں اور لا کے درمیان فاصلہ ہو جیسے: "لا فیہا رجلٌ" ان دونوں صورتوں میں اسم کو مرفوع پڑھنے کیلئے لا کو ایک دوسرے اسم کے ساتھ مکرر (دوبارہ) لانا ضروری ہے اور لا کچھ عمل نہیں کرے گا اور اسم ان دونوں صورتوں میں مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا۔

فائدہ:...... اگر لا کے بعد نکرہ مفردہ ہو اور لا دوسرے اسم نکرہ کے ساتھ مکرر آ جائے تو اس میں پانچ طریقوں سے پڑھنا جائز ہے۔[1]

---

[1] ذیل میں ترتیب وار ہر ایک طریقے کو پڑھنے کی وجہ بیان کی جاتی ہے۔

(۱) دونوں لا کو نفی جنس کا مانا جائے اور دونوں اسموں کو مبنی برفتحہ پڑھا جائے۔

(۲) دونوں جگہ لا زائد ہو اور مرفوع ہونا بنابر مبتدا ہونے کے ہو۔

(۳) اول لا کو نفی جنس کا قرار دیا جائے اور "حول" مبنی برفتحہ ہو جائے گا اور دوسرا لا زائد ہوگا (یعنی عامل نہیں ہوگا) اور قوۃ کو مرفوع بنابر مبتدا مانا جائے۔

(۴) پہلا لا نفی جنس کیلئے ہو اور دوسرے لا کو زائد مانا جائے اور لفظ قوۃً لفظ حول کے محل قریب پر عطف ہوگا (حول کا محل قریب منصوب بنابر اسم ہونا ہے اگرچہ یہاں فی الحال عارضی طور پر حول مبنی ہے)

(۵) پہلا لا زائد ہو اور حول مرفوع بنابر مبتدا ہے اور دوسرا لا نفی جنس کا ہے اور قوۃ مبنی برفتحہ ہے۔

(۱) دونوں نکرہ کوفتحہ پرمبنی پڑھنا جیسے: لَاحَوْلَ ، لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ۔

(۲) دونوں نکرہ پررفع پڑھنا...... جیسے: لَاحَوْلٌ وَلَاقُوَّۃٌ اِلَّا بِاللّٰہ۔

(۳) اوّل نکرہ کوفتحہ پرمبنی اوردوسرے پررفع پڑھنا...... جیسے: لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃٌ اِلَّا بِاللّٰہ۔

(۴) اوّل نکرہ کوفتحہ پرمبنی دوسرے پرنصب پڑھنا...... جیسے: لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃً اِلَّا بِاللّٰہ۔

(۵) اوّل نکرہ پررفع اوردوسرے کوفتحہ پرمبنی پڑھنا...... جیسے: لَاحَوْلٌ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ۔

﴿تمرین﴾

ذیل میں مَا مشابہ بلیس اورلانفی جنس اوراس کے عمل پرغورکریں۔

مَاھٰذَابَشَرًا، ماانتَ بمؤمن، مَاھُنَّ امّھا تِھِمْ. لَادِیْنَ لِمَنْ لَاعَھْدَ لَہٗ، لَاطاعۃَ لمخلوق فی معصیۃالخالق، لَااصغرَمن ذالک ولَااکبر، یوم لَابیعٌ فیہ ولَاخلۃٌ، لَاعَقْلَ لہ، لَاکیلَ لکُمْ عندی، لَاکرَامۃَ للکاذِب، لَاعقل للکافر، لَااکرَاہَ فی الدّین۔

پانچویں قسم حروف نداء:...... یعنی وہ حروف جن کے ذریعہ کسی کوپکاراجائے۔

حروف نداء پانچ ہیں۔ (۱) یَا (۲) اَیَا (۳) ھَیَا (۴) اَیْ (۵) ہمزہ مفتوحہ۔

منادیٰ[1] کا اعراب

منادیٰ کے اعراب کی چار قسمیں ہیں۔

﴿۱﴾ منصوب ہونا:...... یہ تین صورتوں میں ہوتا ہے۔

(۱) جب منادیٰ مضاف ہو جیسے: "یاعبدَاللّٰہ" (اے اللہ کے بندے)

(۲) جب منادیٰ مشابہ مضاف ہو جیسے "یاطالعًا جَبلًا" (اے پہاڑ پر چڑھنے والے)

(۳) جب منادیٰ متعیّن (خاص) نہ ہو جیسے: نابینا آدمی[2] کا یہ کہنا "یارجلاً خُذْ بیدی" (اے کوئی آدمی میرا ہاتھ پکڑ)

﴿۲﴾ علامت رفع[3] (یعنی ضمّہ، الف، واوٴ) پر مبنی ہونا:

---

[1] نداء مصدر ہے اس کے معنی ہیں پکارنا، پکارنے والے کو منادِی (دال کے کسرہ کے ساتھ) اور جس شخص کو بلایا جائے اس کو منادیٰ (دال کے فتحہ کے ساتھ) کہتے ہیں جیسے: یاعبداللّٰہ۔

[2] اس لئے کہ نابینا شخص کسی خاص آدمی کو نہیں پکارتا اس وجہ سے وہ بینائی سے محروم ہوتا ہے۔

[3] یعنی حرف نداء کے داخل ہونے سے پہلے معرب ہونے کی وجہ سے اسم کو جو اعراب دیا جاتا تھا اب منادیٰ بن جانے کے بعد وہ اسم اسی اعراب پر مبنی ہوگا مثلاً تثنیہ کی میں حالت رفعی میں اعراب الف ماقبل مفتوح اور جمع مذکر سالم میں حالت رفعی واوٴ ماقبل مضموم کے ساتھ ہوتا ہے اب اس پر حرف نداء داخل ہو جائے تو تثنیہ الف ماقبل مفتوح پر اور جمع واوٴ ماقبل مضموم پر مبنی ہوگا' مثالیں اوپر گزر گئیں۔

یہ دو صورتوں میں ہوتا ہے۔ (۱) جب منادی مفرد معرفہ ہو (مفرد سے مراد یہ ہے کہ مضاف شبہ مضاف نہ ہو اگر چہ تثنیہ جمع ہو) جیسے: یـازیـدُ، یـازیدان، یـازیدون، یامسلم، یامُسْلِمَان، یامُسْلمونَ، یاموسیٰ، یایحیٰ، یاقاضِی وغیرہ۔
(۲) منادیٰ نکرہ متعین ہو جیسے یَارَجُلُ۔

﴿۳﴾ مجرور ہونا:

منادیٰ پر جر اس صورت میں پڑھا جاتا ہے جب اس پر شروع میں لام استغاثہ (جو فریاد کرتے وقت منادیٰ پر لایا جاتا ہے) داخل ہو جیسے: یَالَزیدٍ۔

﴿۴﴾ مفتوح ہونا:

منادیٰ اس وقت مفتوح ہوتا ہے جب اس کے آخر میں الف اور ہاء آجائے جیسے: یـا زیداہ[1]۔

﴿تمرین﴾

ذیل کی مثالوں میں منادیٰ کی قسمیں بتائیں

یـانـوح انّـہ لَیـسَ مِـن اھـلـکَ، یـاعبـدَالـلّٰـہ اقِـم الصَّلوٰۃ، یاذاالجلال والاکـرام، یـاآدم اسـکـنْ، یـاایُّھَـاالـنَّـاس اعبدوا ربّکم، یاابانااستغفر لَنَا، یاجاھلاً اجتھِدْ فی طلبِ العلم، یارحمٰنُ اِرْحمْنَا۔

---

[1] یہ آخری دو قسمیں نحو میر میں ذکر نہیں، آگے کی کتابوں میں اس کی وضاحت آئے گی۔

فائدہ:...... حروف نداء میں سے ای اور ہمزہ مفتوحہ نزدیک اور اَیا، ھَیا دور اور یا نزدیک اور دور دونوں کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔

دوسری فصل

فعل مضارع میں عمل کرنے والے حروف

یہ فصل ان حروف کے بیان میں ہے جو فعل مضارع میں عمل کرتے ہیں۔

ان کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) پہلی قسم وہ حروف ہیں جو فعل مضارع کو نصب دیتے ہیں۔

(۲) دوسری قسم وہ حروف ہیں جو فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں۔

وہ حروف جو فعل مضارع کو نصب دیتے ہیں چار ہیں:

(۱) أن جیسے اُریدُ أنْ تقُومَ، ارید أن اصلّی، اریدُ أن اکتب۔

چونکہ أن فعل مضارع پر داخل ہو کر اس کو مصدر کے معنی میں کرتا ہے اس لئے اس کو أن مصدریہ بھی کہتے ہیں۔

(۲) لَنْ جیسے "لَنْ یَّذھبَ طالبٌ" (طالب علم ہرگز نہیں جائے گا) لَنْ یَّخرُجَ زیدٌ من المسجد۔

(۳) کَیْ جیسے "أسلمتُ کَیْ اَدْخُلَ الجنَّةَ" (میں اسلام لایا تا کہ جنت میں داخل ہو جاؤں)

(۴) اِذَنْ جیسے کسی نے کہا "أنا آتیک غدًا" (میں تیرے پاس کل آؤں گا") اور اس کے جواب میں کہا جائے "إذَنْ اُکرِمَکَ" (اس وقت میں تمہاری عزّت کروں گا)

فائدہ:......اَنْ چھ حرفوں کے بعد مقدّر (پوشیدہ) ہوتا ہے اور فعل مضارع کو نصب دیتا ہے۔

(۱) حتّٰی کے بعد جیسے: ذَهبتُ حتّٰی أدخُلَ المدرسةَ (میں گیا تا کہ مدرسہ میں داخل ہو جاؤں) سرْتُ حتّٰی أدخلَ البَلَدَ۔

(۲) لام جحد کے بعد، یعنی اس لام کے بعد جو کَانَ منفی کی خبر پر آتا ہے اور نفی کی تاکید کرتا ہے جیسے "مَا کانَ اللّٰه لِیُعذِّبَهُمْ۔

(۳) اس أوْ کے بعد جو اِلیٰ یا اِلاَّ کے معنیٰ میں ہو جیسے "لألْزِمنَکَ اَوْتُعطِیَنِی حقّی" (میں تجھ کو پکڑ کر رکھوں گا یہاں تک کہ تو مجھ کو میرا حق دیدے)

(۴) واؤ صرف[1] کے بعد (یعنی اس واؤ کے بعد جس کا مابعد ماقبل پر معطوف نہ ہو سکے)۔

---

[1] واؤ صرف کو واو معیت اور جمع بھی کہتے ہیں۔ اس کی مزید تفصیل "المصباح المنیر" نامی کتاب میں دیکھ لیں۔

جیسا کہ شعر میں ہے۔

لاتَنْـهَ عَنْ خُلُق، وَتَـأتِـيَ مِثْلَهُ

عَـارٌ عَلیکَ اذا فَعَلْتَ عظیمٌ

(ایسے کاموں سے لوگوں کومت روکو جن کو خود کرتے ہو اسطرح اگر کرو گے تو یہ آپ کیلئے بہت عار کی بات ہوگی، یہاں تـأتی واؤ صرف کے بعد واقع ہو کر ان مقدر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے یہاں اگر تأتی کو لاتَنْهَ پر عطف کیا جائے تو شعر کے معنی میں خرابی آئیگی اسلئے کہ پھر معنی یہ ہو جائینگے کہ جو کام خود نہیں کرتے ہو ایسے کاموں سے لوگوں کومت روکو)۔

(۵) لام کَیْ کے بعد (یعنی اس لام جارہ کے بعد جو کَیْ کی طرح سبب (وجہ) کا معنی دیتا ہے جیسے اَسْلَمْتُ لِاَ دْخُلَ الجنَّةَ (میں اسلام لایا تاکہ جنّت میں داخل ہو جاؤں)۔

(٦) اس فاء کے بعد بھی ان مقدر رہتا ہے جو چھ چیزوں کے جواب میں ہو (۱) امر (۲) نہی (۳) نفی (۴) استفہام (۵) تمنی (٦) عرض۔ مثالیں درج ذیل ہیں۔

(۱) امر:...... جیسے "زُرْنِـی فـاکـرِمکَ" (تو میری زیارت کر کہ میں تیری عزت کروں)

(۲) نہی: ...... جیسے "لاتشتِمنی فاضرِبَک" (مجھ کو گالی مت دے ورنہ میں تجھے ماروں گا)

(۳) نفی: ...... جیسے "ماتأتینا فتحدّثنا" (تم ہمارے پاس نہیں آتے کہ ہم سے بات کرتے)

(۴) استفہام: ...... جیسے "اَینَ بیتُکَ فازورَک" (تمہارا گھر کہاں ہے کہ میں تمہارے پاس ملنے آجاوں)

(۵) تمنی: ...... جیسے: لَیتَ لِیْ مَالاً فاُنفِقَ منه (کاش میرے پاس مال ہوتا کہ میں اس سے خرچ کرتا)

(۶) عرض: ...... جیسے: اَلاتَقرأُ فاُعطِیَکَ سَاعةً (تم کیوں نہیں پڑھتے کہ میں تم کو ایک گھڑی دوں)

﴿تمرین﴾

ذیل کی مثالوں میں ہر مضارع کا ناصب بتائیں۔

یُرِیدُ اللّٰه لیُبیِّنَ لکُمْ، لاتشرکْ باللّٰهِ،وَانْ تصُومُوْا خیرٌ لکُمْ، لَنْ یَدْخُلَ الجنّةَ مَنْ کانَ فی قلبِهٖ کبرٌ،لاَجْتَهِدَنَّ فِی طلبِ العلمِ اَوْاُفوزَ، لاتَعْصِ اللّٰهَ فتُعَذَّبَ۔

فعل مضارع کو جزم دینے والے حروف

دوسری قسم ان حروف کی ہے جو فعل مضارع کو جزم (سکون) دیتے ہیں اور یہ پانچ حروف ہیں۔(۱) لَمْ (۲) لَمَّا (۳) لام امر (۴) لائے نہی (۵) اِنْ شرطیہ جیسے: لَمْ یَنْصُرْ، لَمَّاینصُرْ، لینصُرْ، لایَنصُرْ، اِنْ تَنْصُر اَنْصُرْ۔

واضح رہے کہ ان شرطیہ دو جملوں پر داخل ہوتا ہے (جن میں پہلا جملہ ہمیشہ فعلیہ جبکہ دوسرا کبھی فعلیہ اور کبھی اسمیہ ہوتا ہے) اوّل کو شرط اور دوسرے کو جزاء کہتے ہیں جیسے: اِنْ تقْرء اقرَءْ (اگر تم پڑھو گے تو میں بھی پڑھوں گا)

اور اِنْ مستقبل کے معنی کو بتاتا ہے اگر چہ ماضی پر داخل ہو جیسے: اِنْ نَصَرْتَ نَصَرْتُ (اگر تم مدد کرو گے تو میں بھی مدد کروں گا) البتہ ماضی پر داخل ہونیکی صورت میں جزم (سکون) لفظوں میں نہیں ہوگا بلکہ مقدّر (پوشیدہ) ہوگا اس لئے کہ ماضی مبنی ہے۔

فائدہ:......شرط کی جزاء اگر جملہ اسمیہ ہو یا امر' نہی' دعا ہو تو جزاء پر فاء کا لانا ضروری ہے جملہ اسمیہ جیسے: اِنْ تَقْرَءْ فَاَنْتَ مُکرَمٌ (اگر تم پڑھو گے تو تمہاری عزّت کی جائے گی) امر جیسے: "اِنْ رأیتَ عَالِمًافا کرِمْهُ" (اگر تم عالم کو دیکھو تو اس کی عزّت کرو) نہی جیسے: اِنْ یقرءْ ناصِرٌ فلا تضربه (اگر ناصر پڑھے تو اس کو مت مارو) دعاء جیسے: اِنْ اعطیتنِیْ کتابًافجزاک اللّٰہ خیرًا (اگر تم

مجھ کو کتاب دو گے تو اللہ آپ کو اچھا بدلہ دے)

﴿تمرین﴾

ذیل میں مضارع کے جازم بتا کر فاء جزائیہ کے لانے کی وجہ بھی بتائیں۔

اِنْ تُؤمِنُوا وَتَتَّقُوْ فَلَكُمْ اجرٌ عظيمٌ، اِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفعلُوا افاتقوا النَّار، وَاِنْ جاءُ وْكَ فاحكُمْ بَيْنَهُمْ، اِنْ تَكْفُرُوا فاِنَّ اللّٰه غَنِيٌّ عنكُمْ، اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ۔

دوسرا باب

افعال عاملہ

ان افعال کے بارے میں ہے جو عمل کرتے ہیں

واضح رہے کہ کوئی فعل بھی ایسا نہیں جو عمل نہیں کرتا ہو اور عمل کے اعتبار سے فعل کی دو قسمیں ہیں (۱) معروف (۲) مجہول

معروف:...... وہ فعل ہے جس کا فاعل (کرنے والا) معلوم ہو جیسے: كَتَبَ طَالِبٌ (طالب علم نے لکھا)

مجہول:...... وہ فعل ہے جس کا فاعل معلوم نہ ہو جیسے: ضُـرِبَ نـاصِـرٌ (ناصر مارا گیا) پھر فعل معروف کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) فعل لازم (۲) فعل متعدی۔

فعل لازم:...... وہ فعل ہے جس میں فاعل پر کام تمام (پورا) ہو جائے اور مفعول کی ضرورت نہ رہے جیسے "ذَهَبَ خالدٌ" جَلَسَ سعیدٌ "مَاتَ بکرٌ۔

فعل متعدی:...... وہ فعل جس میں فاعل پر کام تمام نہ ہو اور مفعول کی ضرورت باقی رہے جیسے "قَـرَءَ بکـرٌ" (بکر نے پڑھا اب یہاں معلوم نہیں کہ بکر نے کیا پڑھا جب کتابًا" کا لفظ بڑھا دیا تو پتہ چلا کہ بکر نے کتاب پڑھی ہے)

فعل کے عمل کی وضاحت:

فعل معروف خواہ لازم ہو یا متعدّی فاعل کو رفع اور چھ اسموں کو نصب دیتا ہے اور وہ چھ اسم یہ ہیں۔ (۱) مفعول مطلق (۲) مفعول فیہ (۳) مفعول لہ (۴) مفعول معہ (۵) حال (۶) تمیز۔

نیز فعل متعدی ان چھ اسموں کے علاوہ ایک اور اسم کو بھی نصب دیتا ہے جو کہ مفعول بہ ہے (اور فعل لازم کیلئے مفعول بہ نہیں ہوتا)

فاعل کی تعریف:

فاعل وہ اسم جس سے پہلے فعل[1] ہو اور اس کی نسبت اس اسم کی طرف کی گئی ہو اس طرح کہ وہ فعل اس اسم کے ساتھ قائم ہو جیسے: قَامَ عابدٌ کَتَبَ عمیرٌ۔

مفعول مطلق کی تعریف:

مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو فعل کے بعد واقع ہو اور اسی فعل کے معنی میں ہو جیسے ضربتُ ضَرْبًا، طَلَبْتُ طلبًا، قُمْتُ قیامًا۔

مفعول فیہ کی تعریف:

مفعول فیہ وہ اسم ہے جس میں فعل مذکور واقع ہو اور اس کو ظرف بھی کہتے ہیں، ظرف کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) ظرف زمان (۲) ظرف مکان۔

ظرف زمان:...... وہ ہے جو وقت کو بتائے جیسے: صُمْتُ یَوْمَ الجُمعةِ (میں نے جمعہ کے دن روزہ رکھا)

---

[1] یا شبہ فعل ہو، شبہ فعل سے مراد اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبّہ، اسم ظرف، مصدر ہے، شبہ فعل کی مثال بکرٌ عالِمٌ ابُوہ (بکر کا والد عالم ہے) یہاں ابوہ فاعل ہے اور عالمٌ شبہ فعل یعنی اسم فاعل ہے۔

ظرف مکان:...... وہ ہے جو جگہ کو بتائے جیسے: قُمْتُ اَمامَکَ (میں تیرے سامنے کھڑا ہوا)

مفعول معہ کی تعریف:

مفعول معہ وہ اسم ہے جو اس واو کے بعد واقع ہو جو مَعَ کے معنی میں ہو جیسے ضربتُکَ و زیدًا (میں نے تم کو زید کے ساتھ مارا) یہاں واوٴ مع کے معنی میں ہے[1]۔

مفعول لہ کی تعریف:

مفعول لہ وہ اسم ہے جس کی وجہ سے فعل مذکور واقع ہو (یعنی فعل کے سبب اور غرض کو بتائے) جیسے: ضَرَبْتُ زیدًا تادیبًا (میں نے زید کو ادب کیلئے مارا) قمتَ اکرَامًا لِزَید.

حال کی تعریف:

حال وہ اسم ہے جو فاعل یا مفعول یا دونوں کی حالت کو بتائے فاعل کی حالت کی مثال جیسے "جاءَ خالدٌ راکبًا" (خالد آیا اس حال میں کہ سوار تھا)

---

[1] مفعول معہ کیلئے عام طور پر یہ مثال ذکر کی گئی ہے " جاء البردُ والجبّات" (سردی آئی جبّوں سمیت، یہاں واوٴ مع کے معنی میں ہے اور جبّاتِ مفعول معہ منصوب ہے اگر چہ بظاہر مجرور ہے لیکن چونکہ یہ جمع مؤنث سالم ہے اسلئے یہاں حالت نصبی میں بھی جر آتا ہے۔

مفعول کی حالت کی مثال جیسے: "ضَرَبْتُ ناصرًا مشدودًا" (میں نے ناصر کو اس حال میں مارا کہ وہ بندھا ہوا تھا) فاعل اور مفعول دونوں کی حالت کی مثال جیسے: لَقِیْتُ عامرًا راکبَیْنِ (میں نے عامر سے ملاقات کی اس حال میں کہ ہم دونوں سوار تھے)

ذوالحال کی تعریف اور اس کا حکم

جس کی حالت بیان کی جاتی ہے اس کو ذوالحال کہا جاتا ہے۔ یہ اکثر معرفہ ہوتا ہے اور کبھی نکرہ بھی ہوتا ہے لیکن اس وقت حال کو ذوالحال پر مقدم کرنا ضروری ہے[1] جیسے "جاء نی راکبًا رَجُلٌ"

فائدہ:...... حال جملہ بھی ہوتا ہے جیسے: رأیت الامیرَ وھُوَ راکبٌ (یہاں وَھُوَ راکبٌ جملہ اسمیہ حال واقع ہے)

---

[1] یہاں اگر حال کو مقدم نہ کیا جائے تو حال کا صفت سے التباس (خلط ملط) آجائے گا جیسے "رأیت راکبًا رجلاً" یہاں راکبًا حال رجلاً ذوالحال کے نکرہ ہونے کی وجہ سے مقدم ہے لیکن اگر مؤخر کر کے لایا جائے مثلاً رأیت رجلاً راکبًا تو پھر پتہ نہیں چلے گا کہ راکبًا صفت ہے یا حال۔ واضح رہے کہ یہ التباس اگر چہ صرف حالت نصبی میں ہوتا ہے لیکن دوسری حالتوں کو اس پر قیاس کیا گیا ہے۔

تمییز کی تعریف:

تمیز وہ اسم ہے جو عدد (گنتی) کے ابہام (پوشیدگی) کو دور کرے جیسے

عندی احد عشر دِرْهمًا (میرے پاس گیارہ درہم ہیں

اگر درہم نہ کہتے تو معلوم نہیں ہوتا کہ گیارہ کیا ہیں درہم نے اس ابہام کو دور کیا اس لئے یہ تمیز ہے) یا وزن کے ابہام کو دور کرے جیسے "عندی رِطْلٌ زیتًا" (میرے پاس ایک رطل تیل ہے) یا کیل (پیمانہ) کے ابہام کو دور کرے جیسے: "عندی قفیزانِ بُرًّا" (میرے پاس گندم کے دو قفیز ہیں) یا مساحت (پیمائش) کے ابہام کو دور کرے جیسے: "مافی السمآء قدرُ راحة سحابًا" (آسمان میں ہتھیلی کے برابر بھی بادل نہیں) خلاصہ یہ کہ تمیز وہ اسم نکرہ ہے جو اپنے سے پہلے کے ابہام کو دور کرے۔ (جس سے ابہام کو دور کیا جائے وہ ممیز کہلاتا ہے)۔

مفعول بہ کی تعریف:

مفعول بہ وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے: "ضَرَبَ زیدٌ طالبًا، کَتَبَ طالبٌ رسَالَةً، قَرءَ عابدٌ کتابًا"

فائدہ:...... تمام منصوبات (یعنی مفعول مطلق، مفعول فیہ، مفعول لہ، مفعول معہ، حال، تمیز، مفعول بہ) جملہ کے پورے ہونے کے بعد ذکر کئے جاتے ہیں اور جملہ فعل اور فاعل پر ہی پورا ہو جاتا ہے اسی وجہ سے کہتے ہیں "المنصوبُ فضلةٌ" (منصوب زائد چیز ہے)

﴿تمرین﴾

درج ذیل مثالوں میں فاعل اور مفعولات، حال اور تمیز کو تلاش کریں۔

اذکروا اللّٰہ ذکرًا کثیرًا، صمتُ یوم الخمیس، ومن النّاس من یشری نفسہ، لاتأکل البطیخ والعسل، اذکروا نعمة اللّٰہ علیکم، اعبدوا ربّکم، اتقوا اللّٰہ حقَّ تُقاتہ، لاتبرَّجْنَ تبرُّج الجاھلیَّة الاولیٰ، ینصرک اللّٰہ نصرًا عزیزًا، انا اکثرُ منک مالاً، اِنّی رأیتُ اَحدَ عشَرَ کَوْکَبًا، یَدْخُلُوْنَ فِی دینِ اللّٰہِ افواجًا، لاتَقْتُلُوا یُوسف، جَلَسَ طالبٌ جِلْسَة المؤدِّبِ۔

فصل

فاعل کی قسمیں

واضح رہے کہ فاعل کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) مظہر (۲) مضمر

مظہر:...... وہ فاعل ہے جو اسم ظاہر ہو جیسے: كَتَبَ حَامِدٌ، قَرَءَ نَاصِرٌ (ضمیر کے علاوہ سب اسماء مظہر کہلاتے ہیں)۔

مضمر:...... وہ فاعل ہے جو اسم ظاہر نہ ہو بلکہ ضمیر ہو جیسے: عَابِدٌ حَفِظَ، نَاصِرٌ ذَهَبَ۔

پھر مضمر فاعل کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) بارز (۲) مستتر۔

بارز:...... وہ ضمیر ہے جو لفظوں میں ظاہر ہو جیسے ضَرَبْتُ میں "تُ" ضمیر بارز ہے۔

مستتر:...... وہ ضمیر ہے جو لفظوں میں ظاہر نہ ہو جیسے: زَيْدٌ ضَرَبَ[1] بَكْرٌ سَجَدَ (ضرب اور سجد میں ھو ضمیر مستتر ہے جو راجع ہے زید، بکر کی طرف)

---

[1] (زید) مبتدا (ضرب) فعل ماضی معروف اس میں (ھو) ضمیر مستتر ہے جو زید کی طرف لوٹتی ہے وہ ضرب کا فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوا مبتدا کا، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

فعل کو مذکر یا مؤنث لانا:

(۱) جب فاعل مذکر ہو تو فعل کو بھی مذکر لایا جائے گا جیسے :قرءَ طالبٌ، عبدَعامرٌ۔

(۲) جب فاعل مؤنث حقیقی ہو (بغیر فاصلہ[1] کے) یا فاعل مؤنث حقیقی کی ضمیر ہو یا فاعل مؤنث غیر حقیقی کی ضمیر ہو تو ان تینوں صورتوں میں فعل کو مؤنث لایا جائے گا۔ فاعل مؤنث حقیقی کی مثال جیسے "قامت هندٌ، سمعت عائشة، قرءَتْ فاطمة" اور فاعل مؤنث حقیقی کی ضمیر کی مثال جیسے هندٌ قامت، فاطمة قرءتْ اور فاعل مؤنث غیر حقیقی کی ضمیر کی مثال جیسے :الشمس طَلَعَتْ۔

(۳) اور اگر فاعل مؤنث غیر حقیقی ظاہر ہو یا جمع تکسیر ظاہر ہو تو فعل کو مذکر اور مؤنث دونوں طرح لانا جائز ہے پہلے کی مثال جیسے :طلعَ الشمس، طلعت الشمس، دوسرے کی مثال جیسے: قام الرّجال، قامت الرّجال۔

فائدہ:...... جس وقت فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل ہمیشہ واحد آئے گا چاہے فاعل واحد ہو یا تثنیہ ہو یا جمع جیسے :قرءَ ناصرٌ، قرءَ ناصرَانِ، قرءَ ناصرُوْنَ، قرءَتْ فاطمة، قرءت فاطمتان، قرءت فاطماتٌ اور اگر فاعل اسم ظاہر نہ ہو تو ضمیر کے مطابق فعل کو لایا جائے گا واحد کیلئے واحد، تثنیہ کیلئے تثنیہ اور جمع کیلئے جمع جیسے :بکرٌ سَجَدَ، الرّجلان سجَدَا، الرّجالُ سَجَدُوا۔

---

[1] اگر فعل اور فاعل مؤنث حقیقی کے درمیان فاصلہ ہو تو فعل کو مذکر بھی لا سکتے ہیں اور مؤنث بھی جیسے: ضربَ اليوم هند، ضربت اليوم هند۔

﴿تمرین﴾

ذیل میں فاعل کو پہچان لیں اور فعل کی تذکیر تانیث واحد تثنیہ جمع کی وجہ بھی بتائیں۔

حضرَ القاضی امرءۃ ،ذھب الیوم فاطمۃ،قدقامت الصلوٰۃ،

وقال نسوۃ،مازاغ البصر،اخرجت الارض اثقالھا۔

دوسری قسم فعل مجہول:

واضح رہے کہ فعل مجہول فاعل کے بجائے مفعول بہ کو رفع دیتا ہے اور باقی مفعولات کو نصب جیسے:"ضُرِبَ زیدٌیومَ الجمعۃِامام الامیر ضربًاشدیدًافی دارہٖ تادیبًاوالخشبۃَ (زید جمعہ کے دن امیر کے سامنے گھر کے اندر لکڑی سے ادب کی وجہ سے سخت مارا گیا) زیـد مفعول بہ تھا فعل مجہول نے اس کو رفع دیا اب یہ نائب فاعل ہوا۔(یوم الجمعۃ) ظرف زمان اور (امام الامیر) ظرف مکان اور (ضربًاشدیدًا) مفعول مطلق اور (تادیبًا) مفعول لہ ہے (والخشبۃ) مفعول معہ ہے۔

فعل مجہول کو فعل مَالَمْ یُسَمَّ فاعلہٗ کہتے ہیں یعنی وہ فعل جس کے فاعل کا نام نہ لیا گیا ہو اور اس کے مرفوع (جس کو اس نے رفع دیا ہے) کو مفعول مَالَمْ یُسَمَّ فاعِلُہ کہتے ہیں یعنی وہ مفعول جس کے فاعل کا نام نہ لیا گیا ہو۔ (نیز اس کو

نائب فاعل بھی کہا جاتا ہے)۔

فصل

فعل متعدی کی قسمیں

فعل متعدی کی چار قسمیں ہیں۔

﴿۱﴾ جو صرف ایک مفعول کو چاہے جیسے: ضرب زیدٌ بکرًا، قرء زیدٌ کتابًا۔

﴿۲﴾ جو دو مفعول کو چاہے اور ایک کو حذف کرنا جائز ہو جیسے ''اعطی'' اور جو اس کے ہم معنی فعل ہیں جیسے: أعطیتُ زیدًا قلمًا'' (میں نے زید کو قلم دیا) اس میں اعطیتُ زیدًا بھی کہہ سکتے ہیں اور أعطیت قلمًا بھی۔

﴿۳﴾ جو دو مفعول کو چاہے لیکن کسی ایک مفعول کو حذف کرنا جائز نہ ہو اور یہ بات افعال[1] قلوب میں ہوتی ہے۔ افعال قلوب کل سات ہیں:

(۱) علمتُ (میں نے جانا) (۲) ظننتُ (میں نے گمان کیا) (۳) حسِبتُ (میں نے گمان کیا) (۴) زعمتُ (میں نے خیال کیا) (۵) رأیتُ (میں نے دیکھا)

---

[1] افعال قلوب ان افعال کو کہا جاتا ہے جن میں شک اور یقین کے معنی پائے جائیں، چونکہ شک اور یقین کا تعلق قلب (دل) سے ہوتا ہے اس وجہ سے ان کو افعال قلوب کہتے ہیں۔

(۶) وجدتُ (میں نے پایا) (۷) خلتُ (میں نے خیال کیا) جیسے علمتُ زیداً فاضلاً۔ ان میں سے علمتُ، رأیتُ، وجدتُ، یقین کیلئے اور "ظننتُ، حسبتُ، خلتُ شک کیلئے ہیں اور "زعمتُ" دونوں کیلئے آتا ہے جیسے علمتُ زیداً فاضلاً۔

(۴) وہ جو تین مفعول کو چاہے۔ وہ یہ افعال ہیں۔ (۱) اَعْلَم (۲) اری (یقین دلایا) (۳) انبأ (۴) اخبر (۵) خبّر (۶) نبّأ (اس نے اطلاع دی) (۷) حدّث (اس نے بیان کیا) مثال جیسے اَعْلَمَ اللّٰہُ زیداً بکراً فاضلاً۔

واضح رہے کہ یہ سب مفعولات مفعول بہ ہیں اور فعل مجہول کے بعد کسی بھی مفعول بہ کو فاعل کی جگہ رکھ کر نائب فاعل بنایا جا سکتا ہے۔ البتہ علمتُ کے باب میں دوسرے مفعول کو اور "أعلمتُ کے باب میں تیسرے مفعول کو اور مفعول لہٗ اور مفعول معہٗ کو فاعل کی جگہ[1] نہیں رکھ سکتے یعنی ان کو نائب فاعل بنانا صحیح نہیں اور "أعطیتُ، کے باب میں پہلا مفعول دوسرے مفعول سے نائب فاعل بننے کے زیادہ لائق ہے[2]۔

---

[1] چنانچہ علمتُ زیداً فاضلاً میں عُلِم فاضلٌ زیداً اور أعلم اللّٰہ زیداً بکراً فاضلاً میں أُعلم فاضلٌ زیداً بکراً اور ضربتُ تادیباً میں ضُرِبَ تادیبٌ نہیں کہہ سکتے۔

[2] اس لئے کہ "أعطیتُ" کے باب میں پہلا مفعول معنی کے اعتبار سے فاعل (یعنی لینے والا) ہوتا ہے اور اس جیسے مفعول کو مقدم کیا جاتا ہے اس لئے اس کو نائب فاعل بنانا زیادہ بہتر ہے جیسے "أعطیتُ زیداً درھماً" میں أُعطی درھمٌ زیداً کے بجائے اعطی زیدٌ درھماً کہنا زیادہ بہتر ہے۔

﴿تمرین﴾

ذیل میں فعل متعدی کی قسمیں اور اس کے مفعول بتائیں۔

ولاتحسبنّ اللّٰہ غافلاً عمّا یعمل الظّٰلمون، اتّخذ اللّٰہ ابراھیم خلیلاً، ولقد آتینا موسیٰ الکتٰب، ظنّوا المؤمنین خیرًا، ووجدوا ما عملوا حَاضِرًا، لاتحسبنّ الّذینَ قُتِلُوا فی سبیلِ اللّٰہ امواتًا، انّی وَجدتُ امرءۃً تملکھم، فماوَجَدْنا فیھا غیرَ بیت۔

فصل

تیسری قسم افعال ناقصہ

یہ کل سترہ ہیں۔ (۱) کَانَ (۲) صَارَ (۳) ظَلَّ (۴) بَاتَ (۵) أَصْبَحَ (۶) أَضْحیٰ (۷) أَمسیٰ (۸) عَادَ (۹) آضَ (۱۰) غَدَا (۱۱) رَاحَ (۱۲) مازَالَ (۱۳) ماانفکَّ (۱۴) مابرِحَ (۱۵) مافتیٔ (۱۶) مادام (۱۷) لیسَ[1]۔

[1] (کان) اپنی خبر کو اسم کیلئے زمانہ ماضی میں ثابت کرنے کیلئے آتا ہے یہ تامہ بھی ہوتا ہے اور زائدہ بھی جس کی وضاحت اوپر متن میں ہے۔ جیسے کان زیدٌ قائمًا (زید کھڑا تھا) (کان) فعل ناقص

(زید) اس کا اسم (قد سقط) اس کی خبر (کان) اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (صار) ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہونے کیلئے آتا ہے جیسے صار زیدٌ عالمًا (زید عالم ہوا) (اصبح، امسی، اضحی) یہ تینوں فعل جملے کے مضمون کو اپنے اوقات (صبح، شام، چاشت) کے ساتھ ملانے کیلئے آتے ہیں جیسے "اصبح طالبٌ قائمًا" (طالب علم صبح کے وقت کھڑا رہا) امسی ناصرٌ مسرورًا (ناصر شام کے وقت خوش ہوا) "اضحی عامرٌ حزینًا" (عامر چاشت کے وقت غمگین ہوا) اور کبھی یہ تینوں صار کے معنی میں آتے ہیں، اور کبھی تامہ بھی ہوتے ہیں۔ (عاد، آض، غدا، راح) یہ چاروں صار کے معنی میں ہیں جیسے عادطالبٌ عالمًا وغیرہ۔ (ظلّ، بات) یہ دونوں جملہ کے مضمون کو اپنے اپنے اوقات کے ساتھ ملانے کیلئے آتے ہیں جیسے ظلّ عبیدٌ صائمًا (عبید تمام دن روزہ دار رہا) بات بکرٌ نائمًا (بکر تمام رات سوتا رہا) کبھی یہ صار کے معنی میں بھی آتے ہیں۔ (مازال، مابرح، مافتیٔ، ماانفکّ) یہ چاروں اس بات کو بتانے کیلئے آتے ہیں کہ ان کی خبر ان کے اسم کیلئے ہمیشہ سے ثابت ہے۔ (ما) ان میں نافیہ ہے زال کا معنی ہے زائل ہوا اور ما کے داخل ہونے سے یہ معنی ہوا کہ زائل نہیں ہوا اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمیشہ رہا جیسے مازال زیدٌ قائمًا (زید ہمیشہ کھڑا رہا) (مادام) یہ خبر کو ان کے اسم کیلئے ہمیشہ سے ثابت ہونے کی مدت تک کسی کام کے وقت کو بتانے کیلئے آتا ہے اس میں ما مصدریہ ہے جیسے اِجْلِسْ مادام الاستاذ جالسًا (تم بیٹھو جب تک استاذ بیٹھا ہو) (لَیْسَ) یہ زمانہ حال میں جملہ کے مضمون کی نفی کرنے کیلئے آتا ہے جیسے "لیس عابدٌ جاهلًا" (عابد جاہل نہیں ہے) لَیْسَ اصل میں لَیِسَ تھا بروزن سمع، تخفیف (آسانی) کی وجہ سے یاء کو ساکن کر دیا گیا۔

چونکہ یہ افعال صرف فاعل (یعنی مبتدا) پر پورے نہیں ہوتے بلکہ خبر کی طرف محتاج ہوتے ہیں اس لئے ان کو افعال ناقصہ کہا جاتا ہے ان کا عمل یہ ہے کہ یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہوکر مسند الیہ (مبتدا) کو رفع اور مسند (خبر) کو نصب دیتے ہیں۔ جس کو یہ افعال رفع دیتے ہیں وہ ان کا اسم کہلاتا ہے اور جس کو یہ نصب دیتے ہیں وہ ان کی خبر ہوتی ہے، جیسے "کان خالدٌ قائمًا"

﴿تمرین﴾

ذیل میں افعال ناقصہ اور ان کے اسم اور خبر کو بتائیں۔

وَکَانَ اللّٰہ علیمًا حلیمًا، لن ابرح الارض، اجلس مادام الاستاذ جالسًا، فاصبحتم بنعمة اخوانًا. اَصبَحَ طالبٌ جالِسًا، اِنَّ الباطل کانَ زَھُوقًا، کُونُوا عِبَادَاللّٰہِ اِخوَانًا، ظَلَّتْ اعنَاقُھُمْ لَھَاخاضِعِیْن، فاصبَحُوا نادِمین، لَیسَ عَلَی الأعمیٰ حَرَجٌ۔

فصل

چوتھی قسم: افعال مقاربہ: ...... یہ کل چار ہیں۔

(۱) عَسیٰ (۲) کادَ (۳) کرُبَ (۴) أوشکَ

یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوکر کانَ کی طرح اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں البتہ ان کی خبر ہمیشہ فعل مضارع ہوتی ہے۔ نیز کبھی فعل مضارع أن مصدریہ کے ساتھ ہوا کرتا ہے جیسے "عَسیٰ زیدٌ أن یَخرجَ" اور کبھی بغیر أن کے بھی ہوتا ہے جیسے عَسیٰ زیدٌ یخرج۔ کبھی فعل مضارع أن مصدریہ کے ساتھ عَسیٰ کا فاعل ہوتا ہے اور اس کو خبر کی ضرورت نہیں ہوتی اس وقت یہ فعل تام ہوگا جیسے: عَسیٰ ان یخرجَ زیدٌ۔

فائدہ: ...... چونکہ یہ افعال اس پر دلالت کرتے ہیں کہ ان کی خبر کا حاصل ہونا اسم کیلئے قریب ہے اس وجہ سے ان کو افعال مقاربہ کہا جاتا ہے۔

فصل

پانچویں قسم افعال مدح وذم:

یعنی وہ افعال جن سے اچھائی یا برائی کا اظہار کیا جائے اور وہ چار ہیں۔ نِعْم، حبّذا، بئس، ساء ان میں " نعم، حبّذا تعریف کرنے کیلئے اور بئس، ساء برائی بتانے کیلئے ہیں۔ ان افعال کے بعد جو اسم ہوتا ہے وہ مرفوع ہوتا ہے اور ان کا فاعل ہوتا ہے اور فاعل کے بعد جو اسم ہوتا ہے اگر اس کی تعریف کرنی مقصود ہو تو اس کو مخصوص بالمدح کہتے ہیں اور اگر اس کی برائی کو بتانا مقصود ہو تو اس کو مخصوص بالذم کہتے ہیں۔

حبّذا کے علاوہ باقی افعال کے فاعل کیلئے تین شرطیں ہیں۔

(۱) اس پر الف لام تعریف کا داخل ہو جیسے: نِعْمَ الرَّجُل زیدٌ (زید کیا ہی اچھا شخص ہے)

(۲) یا ایسے اسم کی طرف مضاف ہو جس پر الف لام تعریف کا داخل ہو جیسے: نِعْمَ صَاحبُ القوم زیدٌ۔

(۳) یا فاعل پوشیدہ ضمیر ہو اور اس کی تمیز نکرہ منصوبہ ہو جیسے "نعم رجلا زیدٌ" یہاں نعم کا فاعل ھو ضمیر پوشیدہ ہے اور اس کی تمیز رجلا نکرہ منصوب آئی ہے ان تینوں مثالوں میں زید مخصوص بالمدح ہے۔ اسی طرح بئس الرجلُ زیدٌ، ساء الرّجلُ زیدٌ ہے ان دونوں مثالوں میں زید مخصوص بالذم ہے جس کے معنی ہیں زید بہت ہی برا شخص ہے۔ اور حبذا زیدٌ میں حبَّ فعل مدح اور ذا اس کا فاعل ہے اور زید مخصوص بالمدح ہے۔

فصل

چھٹی قسم افعال تعجّب:

وہ افعال ہیں جن سے تعجب اور حیرت کا اظہار کیا جائے، ثلاثی مجرد کے ہر اس مصدر سے جس میں رنگ یا عیب کے معنی نہ ہوں اس سے تعجب کے دو صیغے آتے ہیں۔

(۱) ما اَفعلَه: جیسے ما احسنَ زیدًا (زید کیا ہی اچھا ہے) بمعنی ایُّ شئٍ اَحسنَ زیدًا (کس چیز نے زید کو اچھا کیا) ایّ شئ مبتدا احسن فعل ماضی اس میں ھُو ضمیر مستتر ہے وہ اس کے لئے فاعل زیدًا مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور

مفعول بہ ہے ملکہ، ای شی کی خبر۔

(۲) افعل بہ: جیسے اَحْسِنْ بزید، اَحْسِنْ امر کا صیغہ ہے مگر یہاں ماضی کے معنی میں ہے اور زید پر داخل ہونے والی باء زائد ہے تو احسن زیدٌ کا معنی ہوا صار زیدٌ ذا حُسْنٍ، (زید اچھائی والا ہوا)

﴿تمرین﴾

ذیل کی مثالوں میں افعال مقاربہ، افعال مدح وذم اور افعال تعجب بتائیں۔

وما کادوا یفعلون، نعم العبد، بئس الرجل تارک الصوم، حبذا ناصرٌ جالسًا، مااصبرهم علی النّار، بئس العالم غیر مخلص، فنعم الماهدون، عسیٰ ان یبعثک ربُّک مقامًا محمودًا، عسی ان یکونوا خیرًا منهم، وطفقا یخصفان علیهما من وَرَقِ الجنّةِ، ساء الرجلُ تارکُ الصّلوٰة، بئسَ مثوی المتکبّرین، مااَحْسن الدّین والدّنیا اذا اجتمعا۔

تیسرا باب

اسماء عاملہ

اسماء عاملہ کی گیارہ قسمیں ہیں۔

(۱) اسماء شرطیہ (۲) اسماء افعال بمعنی ماضی (۳) اسماء افعال بمعنی امر حاضر (۴) اسم فاعل (۵) اسم مفعول (۶) صفت مشبہ (۷) اسم تفضیل (۸) اسم مصدر (۹) اسم مضاف (۱۰) اسم تام (۱۱) اسماء کنایات از عدد۔

پہلی قسم: اسماء شرطیہ بمعنی إنْ شرطیہ:

یہ کل نو ہیں۔ مَنْ، مَا، أیْنَ، متیٰ، أیٌّ، أنّٰی، اِذْمَا، حیثُما، مَهْمَا۔ ان کے بعد دو فعل ہوتے ہیں اگر مضارع ہوں تو دونوں کو جزم دیتے ہیں اور اگر ماضی ہوں تو لفظوں میں یہ عمل نہیں کرتے (اس لئے کہ ماضی مبنی ہے) البتہ ماضی کو مضارع کے معنی میں کر دیتے ہیں پہلے کو شرط اور دوسرے کو جزا کہتے ہیں۔ جیسے: مَنْ تضرِبْ اضرِبْ (جس کو تو مارے گا اس کو میں ماروں گا) مَاتفعَلْ افعَلْ (جو کام تو کرے گا وہ میں کروں گا) أینَ تجلِسْ أجلِسْ ((جہاں تو بیٹھے گا وہاں میں بیٹھوں گا) متیٰ تقُمْ اَقُمْ (جب تو اٹھے گا تو میں اٹھوں گا) أیَّ شیٍٔ تأکُلْ

آکُلُ (جو چیز تو کھائے گا اس کو میں کھاؤں گا) أنّٰی تکْتُبْ اَکْتُبْ (جہاں تو لکھے گا وہاں میں لکھوں گا) اِذْمَا تُسَافِرْ اُسَافِرْ (جب تو سفر کرے گا تب میں سفر کروں گا) حیثُما تَقْصِدْ اَقْصِدْ (جہاں کا تو ارادہ کرے گا وہاں کا میں ارادہ کروں گا) مَهْمَا تقعُدْ اقعُدْ (جب کبھی تو بیٹھے گا تو میں بیٹھوں گا[1])

﴿تمرین﴾

ذیل کی مثالوں میں شرط اور جزاء کو بتائیں نیز اسماء شرطیہ کا عمل بتائیں۔

من یطع الرَّسول فقد اطاع اللّٰه، ماتنفقوا من خیر فلا نفسکم، أینما تکونوا یأت بکم اللّٰه، اینما تکونوا یدرککم الموت، أینما تولوا فثَمَّ وجه اللّٰه، من کثر کلامه کثر خطاؤه، من قنع شبع، متیٰ نصرُ اللّٰه، انّی لکِ هٰذا، اَیْنَ تَذْهَبُونَ۔

دوسری قسم: ...... وہ اسماء افعال ہیں جو فعل ماضی کے معنی میں ہیں اور یہ تین ہیں۔ (۱) هَیْهَاتَ (بمعنی بَعُدَ، دور ہوا) (۲) شتَّانَ (بمعنی افْتَرَقَ، جدا ہوا) (۳) سَرْعَانَ (بمعنی اَسْرَعَ، جلدی کی) یہ اسماء اپنے بعد والے اسم کو فاعل ہونے کی وجہ سے رفع دیتے ہیں جیسے هَیْهَاتَ یَوْمُ العید (عید کا دن دور ہوا) یہاں هَیْهَاتَ نے یوم کو فاعل ہونے کی بناء پر رفع دیا ہے)

تیسری قسم:...... وہ اسماء افعال جو امر حاضر کے معنی میں ہیں اور یہ چھ ہیں۔
(۱) رُوَیْدَ (بمعنی امْھِلْ ،مہلت دے)(۲) بَلْہَ (بمعنی دَعْ چھوڑ دو) حَیَّھَلْ (بمعنی ائْتِ ،آ ؤ)عَلَیْکَ (بمعنی الْزَمْ ،لازم پکڑ)(۵)دُوْنَکَ (بمعنی خُذْ ،پکڑ)(٦)ھَا (بمعنی خذ، پکڑ) یہ اسماء اپنے بعد والے اسم کومفعول ہونے کی وجہ سے نصب دیتے ہیں جیسے رُوَیْدَ زیدًا (زید کو مہلت دے)

چوتھی قسم اسم فاعل[۱]:

یہ اپنے فعل کی طرح عمل کرتا ہے البتہ اس کے عمل کیلئے دو شرطیں ہیں۔(۱) حال یا استقبال کے معنی میں ہو، ماضی کے معنی میں نہ ہو۔(۲) درج ذیل چھ چیزوں میں کسی ایک پر اس نے اعتماد کیا ہو (یعنی درج ذیل چیزوں میں کوئی ایک اس سے پہلے ہونا ضروری ہے)۔اور وہ چھ چیزیں یہ ہیں۔ (۱)مبتدا(۲)موصوف (۳) موصول(۴)ذوالحال (۵)ہمزہ استفہام(٦)نفی۔

---

[۱] اسم فاعل اور فاعل میں فرق یہ ہے کہ فاعل اس ذات کو کہتے ہیں جس سے فعل صادر (سرزد) ہوا ہو اور اسم فاعل اس اسم کا نام ہے کہ جو کام کرنے والی ذات پر دلالت کرے جیسے ضَرَبَ زیدٌ میں (زید) فاعل ہے اور زیدٌ ضاربٌ میں ضارب اسم فاعل ہے اور ضربَ ضاربٌ میں ضاربٌ اسم فاعل بھی ہے اور فاعل بھی۔

(۱) مبتدا کی مثال جیسے زیدٌ قائمٌ ابوہ (یہاں قائمٌ اسم فاعل ہے اس سے پہلے (زید) مبتدا واقع ہے (قائمٌ) نے ابوہ فاعل کو رفع دیا ہے) اور معتدی کی مثال جیسے: زیدٌ ضاربٌ ابوہ بکرًا۔

(۲) موصوف کی مثال جیسے مررتُ برجل ضارب ابوہ بکرًا (میں گزرا ایسے آدمی پر جس کا باپ بکر کو مارنے والا ہے) یہاں ضارب نے ابوہ کو رفع اور بکرا کو نصب دیا ہے اور اس سے پہلے رجل موصوف ذکر ہے۔

(۳) موصول کی مثال جیسے جَاءَ نِی اَلْقَائِمُ ابوہ (میرے پاس وہ آیا جس کا باپ کھڑا ہے) جاء نی الضَّارب ابوہ عمرًا (میرے پاس وہ آیا جس کا باپ عمر کو مارنے والا ہے) یہاں بھی قائم، ضارب نے عمل کیا ہے اور ان سے پہلے الف لام بمعنی الّذی اسم موصول ذکر ہے)

(۴) ذوالحال کی مثال جیسے جاء نی زیدٌ راکبًا غلامہ فرسًا (میرے پاس زید آیا اس حال میں کہ اس کا غلام گھوڑے پر سوار تھا) یہاں راکبًا اسم فاعل نے عمل کیا ہے اور اس سے پہلے زید ذوالحال ذکر ہے۔

(۵) ہمزہ استفہام کی مثال جیسے اَضَارِبٌ نَاصِرٌ خالدًا (کیا ناصر خالد کو مارنے والا ہے) یہاں ضاربٌ اسم فاعل نے عمل کیا ہے اور اس سے پہلے ہمزہ

استفہام ذکر ہے۔

(۶) حرف نفی کی مثال جیسے مَاقائمٌ طالبٌ (طالب علم کھڑا نہیں) یہاں قائمٌ نے عمل کیا ہے اور اس سے پہلے مَا حرف نفی ذکر ہے۔

جو عمل قامَ اور ضربَ کرتے ہیں وہی عمل قائمٌ اور ضاربٌ بھی کرینگے۔

پانچویں قسم اسم مفعول:

اسم مفعول ایسے اسم کو کہتے ہیں جو اس ذات پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہو جیسے مَضْرُوْبٌ، منصُوْرٌ، یہ فعل مجہول کی طرح عمل کرتا ہے یعنی اگر ایک مفعول کی طرف متعدّی ہو تو اس کو بوجہ نائب فاعل کے رفع دیتا ہے اور اگر دو کی طرف متعدی ہو تو پہلے کو رفع اور دوسرے کو نصب دیتا ہے اور اگر تین کی طرف متعدّی ہو تو پہلے کو رفع اور باقی دو کو نصب دیتا ہے۔ اس کے عمل کیلئے بھی دو شرطیں ہیں۔

(۱) حال یا استقبال کے معنی میں ہو۔ (۲) مذکورہ چھ چیزوں میں سے کوئی چیز اس سے پہلے ہو جیسے زید مضروب ابوہ (زید کا باپ مارا گیا ہے) اس میں اسم مفعول مضروب سے پہلے زید مبتدا واقع ہے، عمرو معطًی غلامه درهمًا (عمرو کے غلام کو درہم دیا جاتا ہے) اس مثال میں معطی اسم مفعول دو مفعولوں کی طرف متعدّی ہے جن میں ایک کو ذکر کر کے دوسرے کو حذف کرنا جائز ہے اس نے پہلے

مفعول کو رفع اور دوسرے کو نصب دیا ہے) بکرٌ معلوم ن ابنه فاضلاً (بکر کے بیٹے کو فضیلت والا مانا جاتا ہے) یہاں معلوم اسم مفعول دو مفعولوں کی طرف متعدی ہے لیکن ان میں سے ایک کو حذف کرنا جائز نہیں) خالدٌ مخبرٌ ابنه بکراً فاضلاً (خالد کے بیٹے کو خبر دی جاتی ہے کہ بکر فضیلت والا ہے) یہاں (مخبر) اسم مفعول تین مفعولوں کی طرف متعدی ہے اس نے پہلے مفعول کو نائب فاعل ہونے کی وجہ سے رفع دیا ہے اور باقی دو کو نصب۔

چھٹی قسم صفت مشبّہ[1]

صفت مشبّہ ایسے اسم کو کہتے ہیں جس کے اندر معنی مصدری ثبوت اور دوام (ہمیشگی) کے ساتھ پائے جاتے ہوں جیسے حسنٌ اس کو کہتے جس میں حسن (اچھائی، خوبصورتی) ہمیشہ پایا جاتا ہو۔

یہ فعل لازم کی طرح عمل کرتی ہے یعنی فاعل کو رفع دیتی ہے اس کیلئے شرط یہ ہے کہ مذکورہ چھ چیزوں میں سے اسم موصول کے علاوہ پانچ چیزوں میں سے کوئی ایک

---

[1] اسم فاعل اور صفت مشبہ میں فرق یہ ہے کہ اسم فاعل میں مصدری معنی عارضی طور پر پایا جاتا ہے اور صفت مشبہ میں دائمی طور پر پایا جاتا ہے۔

اس سے پہلے[1] ہو جیسے زیدٌ حسنٌ غلامُه (زید کا غلام اچھا خوبصورت ہے) جو عمل حسُن (فعل ماضی) کرتا ہے وہی عمل حسنٌ (صفت مشبہ) کرتا ہے۔

ساتویں قسم اسم تفضیل:

اسم تفضیل وہ اسم ہے جس میں معنی مصدری دوسرے کے اعتبار سے زیادتی کے ساتھ پایا جائے جیسے محمدٌ افضل الانبیاء (محمد ﷺ تمام پیغمبروں میں بہتر ہیں)

اسم تفضیل کا استعمال تین طریقوں سے ہوتا ہے:

(۱) الف لام کے ساتھ جیسے جاء نی زیدن الافضل (میرے پاس زید آیا جو سب سے افضل ہے)

(۲) مِنْ کے ساتھ جیسے ناصرٌ افضلُ مِنْ خالد (ناصر خالد سے بہتر ہے)

(۳) اضافت کے ساتھ جیسے عابدٌ افضل القوم (عابد پوری قوم سے بہتر ہے)

---

[1] چونکہ صفت مشبہ پر جو الف لام داخل ہوتا ہے وہ اسم موصول کا نہیں ہوتا بلکہ تعریف کا ہوتا ہے اس لئے اس سے پہلے اسم موصول ہونے کی شرط یہاں نہیں نیز اس میں اسم فاعل ومفعول کی طرح حال یا استقبال کی بھی شرط نہیں اس لئے کہ صفت مشبہ میں دوام اور استمرار کے معنی پائے جاتے ہیں لھذا اس میں کوئی بھی زمانہ پایا جائے ہر حال میں عمل کرے گا۔

اسم تفضیل کا عمل ہمیشہ صرف فاعل میں ہوتا ہے جو اس کے اندر ضمیر مستتر ہوا کرتا ہے اسم تفضیل اسم ظاہر میں عمل نہیں کرتا[1]۔

آٹھویں قسم اسم مصدر:

مصدر وہ اسم ہے جو اپنے فعل کیلئے اصل ہو اور فعل کو اس سے بنایا جائے، مصدر اپنے فعل کی طرح عمل کرتا ہے یعنی اگر فعل لازم کا مصدر ہے تو فاعل کو رفع دیتا ہے لیکن مصدر چونکہ اکثر فاعل کی طرف مضاف ہوتا ہے اس لئے اس کا فاعل لفظوں میں مجرور ہوگا[2] جیسے: أعجبني قيامُ زيدٍ (زید کے کھڑے ہونے نے مجھے تعجب میں ڈالدیا) یہاں قیام مصدر کا فاعل اصل میں زید ہے جو اضافت کی وجہ سے مجرور ہے) اور اگر فعل متعدّی کا مصدر ہے تو فاعل کو رفع دینے کے ساتھ ساتھ مفعول کو نصب دے گا جیسے اَعْجَبَنِي ضربُ ناصِرٍ حامدًا (ناصر کے حامد کو مارنے نے مجھے تعجب میں ڈالدیا) یہاں حامدًا، ضرب مصدر کا مفعول ہے)

---

[1] مگر ایک مثال میں (ما رأیتُ رجلاً اَحْسَنَ فی عینه الكحلُ منه فی عینِ زیدٍ) جس کی تفصیل آپ بڑی کتابوں میں پڑھینگے)

[2] اور محلاً مرفوع ہوگا۔

لیکن مصدر کے عمل کیلئے شرط یہ ہے کہ مصدر مفعول مطلق واقع نہ ہو[۱])

نویں قسم اسم مضاف:

اس کا عمل یہ ہے کہ یہ مضاف الیہ کو جر (زیر) دیتا ہے جیسے: غلامُ زیدٍ، کتابُ اللّٰہ، رَسُوْلُ اللّٰہ۔

﴿تمرین﴾

ذیل کی مثالوں میں اسماء عاملہ میں غور کر کے ان کے معمول بتائیں۔ نیز اسم تفضیل کے استعمال کو بھی جان لیں۔

کلبهم باسطٌ ذراعيه، اِنّی جاعلٌ فی الارض خليفة، اشرف الحديث ذكر اللّٰه، خَيْرُ الأغنياءِ منفِقٌ ماله فی سبيل اللّٰه، جاء نی عمرٌو معطيًا غلامه درهما، انَّ ربّی سميع الدّعاء، انّ ربكم لرءُوْف رحيم، زيدا حسن من بكرٍ، احسن الهدی هدیُ محمَّد، هذا المسجدُ ارفعُ واطوَلُ مِن ذالِكَ، اِنَّ اللّٰه غنِیٌّ حميدٌ، ايذاؤكَ اُمَّكَ معصيةٌ، ناصِرٌ جائعٌ بطْنُه، اشرف الموتِ قتلُ الشهداءِ، ايُّكُمْ اَحْسَنُ عمَلاً، ...رُ العلمِ مَانفَعَ۔

---

[۱] اس لئے کہ اس صورت میں اس کا فعل موجود ہوگا یا مقدر اور فعل کے ہوتے ہوئے مفعول مطلق کو عمل دینا درست نہیں۔

واضح رہے کہ حقیقت میں یہاں مضاف الیہ سے پہلے لام جارہ پوشیدہ ہے اور اصل تقدیر عبارت یہ ہے غلامٌ لزید[۱]۔

دسویں قسم اسم تامّ:

اسم تامّ وہ اسم ہے کہ جو ایسی حالت پر ہو کہ جس کے ہوتے ہوئے دوسرے اسم کی طرف مضاف نہ ہو اور درج ذیل چھ چیزوں میں سے کسی ایک کے ساتھ تام (پورا) ہو جائے۔

(۱) تنوین لفظی کے ساتھ جیسے مافی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا۔

(۲) تنوین تقدیری کے ساتھ جیسے عندی اَحَدَ عَشَرَ رجُلاً۔

(۳) نون تثنیہ کے ساتھ جیسے عندی قفیزانِ بُرًّا۔

(۴) نون جمع کے ساتھ جیسے هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بالأَخْسَرِيْنَ اعْمَالاً (کیا میں بتاؤں کہ کون لوگ اعمال کے اعتبار سے خسارہ میں ہیں)

(۵) نون جمع کے مشابہ کے ساتھ جیسے عندی عشرُوْنَ درهمًا۔

---

[۱] اسم مضاف بظاہر مضاف الیہ کو جر دیتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ مضاف الیہ کو جر دینے والا یہاں حرف جر ہے (جس طرح اوپر ذکر ہوا) جو عبارت سے اس لئے حذف کر دیا کہ مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان فاصلہ نہ آئے۔

(٦) اضافت کے ساتھ جیسے عندی مِلْؤُہٗ عَسَلاً (میرے پاس شہد کا بھرا ہوا برتن ہے)۔

اسم تام کا عمل یہ ہے کہ یہ ممیّز ہوتا ہے اور تمیز کو نصب[1] دیتا ہے۔ چنانچہ ان مثالوں میں رَاحة، اَحَدَعشَر، قفیزانِ، اخسَرینَ، عشرون، ملؤہ سب اسم تام ہیں اور انہوں نے اپنے مابعد تمیز کو نصب دیا ہے۔

گیارہویں قسم اسماء کنایات از عدد:

یعنی وہ اسماء جن سے تعداد معلوم کی جائے اور وہ دو ہیں۔(۱) کَمْ (۲) کَذَا۔ پھر کَمْ کی دو قسمیں ہیں۔(۱) استفہامیہ (۲) خبریہ۔

(۱) کَمْ استفہامیہ[2]:...... وہ ہے جس سے کسی عدد کے بارے میں سوال کرنا مقصود ہو اس کا عمل ہے کہ یہ اپنی تمیز کو نصب دیتا ہے اور اس کی تمیز ہمیشہ مفرد ہوتی ہے جیسے کَمْ رَجُلاً عندک (تیرے پاس کتنے آدمی ہیں)

---

[1] اس لئے کہ یہ فعل کے مشابہ ہے جیسے فعل فاعل سے تمام ہو کر مفعول کو نصب دیتا ہے اسی طرح یہ اسم بھی ان چھ چیزوں کے ساتھ تمام ہو کر شبہ مفعول یعنی تمیز کو نصب دیتا ہے۔ کبھی تمیز کا ناصب فعل ہوا کرتا ہے جیسے طَابَ خالدٌ فَهْمًا اور کبھی بجائے فعل کے اسم تام ہوتا ہے۔ جس کی مثالیں اوپر گزر گئیں۔

[2] فائدہ:...... یاد رکھیں کہ کَمْ استفہامیہ اور خبریہ ہمیشہ کلام کے شروع میں آتے ہیں اور ترکیبی اعتبار سے مرفوع اور منصوب اور مجرور واقع ہوتے ہیں لیکن تینوں حالتوں میں ان کا اعراب لفظی نہیں ہوگا بلکہ محلی ہوگا (جس کا ذکر پہلے اعراب کی بحث میں گزر چکا)

(۲) کَمْ خبریہ:...... وہ ہے جس سے کسی عدد کے بارے میں خبر دی جاتی ہو اس کا عمل یہ ہے کہ یہ اپنی تمیز کو جر دیتا ہے جیسے کَمْ دارٍ بَنَیتُ (کتنے ہی زیادہ گھر میں نے بنائے) کَمْ خبریہ کی تمیز پر من حرف جر بھی آتا ہے جیسے کَمْ من مَّلَک فی السَّمٰواتِ (کتنے ہی فرشتے آسمان میں ہیں)

واضح رہے کہ کذا بھی اپنی تمیز کو کم استفہامیہ کی طرح نصب دیتا ہے جیسے عندی کَذَا رَجُلاً (میرے پاس اتنے آدمی ہیں)

﴿تمرین﴾

ذیل کی مثالوں میں یہ بتائیں کہ ہر اسم کا تامّ ہونا کس چیز سے ہوا ہے نیز کم استفہامیہ اور خبریہ کو متعیّن کر کے بتائیں۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قولاً مِّمَّنْ دَعا الی اللّٰہ، اِنْ تستغفِرْ لھُمْ سبعین مرّةً، نارُ جَھَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا، قُلِ اللّٰہُ اَسْرَعُ مکرًا، کَمْ مِنْ قَرْیۃٍ اھلکنٰھا، کَمْ طَالبًا فی المدرسَۃِ.

دوسری قسم عوامل معنویّہ

یہ وہ عوامل کہلاتے جو لفظوں میں ظاہر نہیں ہوتے، عوامل معنویہ دو ہیں۔

﴿۱﴾ پہلی قسم ابتداء: ...... یعنی اسم کا لفظی عوامل سے خالی ہونا۔ ابتداء مبتدا اور خبر دونوں کو رفع دیتا ہے جیسے: عَابِدٌ طَالِبٌ، یہاں عابد اور طالب دونوں ابتداء کی وجہ سے مرفوع ہیں۔ مبتدا خبر کے عامل میں دو مسلک اور ہیں۔

(۱) بعض علماء کے نزدیک ابتداء مبتدا میں عامل ہے اور مبتدا خبر میں عامل ہے۔ (۲) اور بعض کے نزدیک مبتدا خبر ایک دوسرے میں عامل ہیں۔

﴿۲﴾ دوسری قسم: فعل مضارع کا ناصب عامل اور جازم عامل سے خالی ہونا۔

یہی خالی ہونا مضارع کو رفع دیتا ہے جیسے: یَضْرِبُ زَیْدٌ، یَدْرُسُ خَالِدٌ۔ یہاں یضرِبُ، یدرُسُ اس وجہ سے مرفوع ہیں کہ اس پر ناصب اور جازم عامل داخل نہیں۔

الحمدللہ، اللہ کی توفیق اور اس کی مدد سے نحو کے عوامل کی بحث پوری ہوئی۔

خاتمہ

ان مختلف فائدوں کے بیان میں ہے جن کو جاننا ضروری ہے اور اس میں تین فصلیں ہیں۔ پہلی فصل توابع[1] کے بیان میں ہے۔

﴿۱﴾ **تابع:**...... وہ اسم ہے جو کسی اسم کے بعد ہو اور جو اعراب پہلے اسم پر آرہا ہو وہی اعراب اُسی اسم پر آتا ہو پہلے کو متبوع اور دوسرے کو تابع کہتے ہیں جیسے جاءَنی رَجُلٌ عَالِمٌ (میرے پاس ایسا آدمی آیا جو عالم تھا)

تابع کا حکم:...... تابع کا حکم یہ ہے کہ یہ ہمیشہ اعراب میں متبوع کے موافق ہوتا ہے۔

تابع کی قسمیں:

تابع کی کل پانچ قسمیں ہیں۔ (۱) صفت (۲) تاکید (۳) بدل (۴) عطف بالحرف (۵) عطف بالبیان۔

---

[1] اب تک ایسے اسموں کا ذکر ہوا جن پر آنے والا اعراب اصلی تھا اب ایسے اسموں کا بیان ہے جن پر آنے والا اعراب اصلی نہیں بلکہ پہلے اسم کے تابع ہونے کی وجہ سے ہے۔

(۱) **صفت**: وہ تابع ہے جو ایسے معنی کی وضاحت کرے جو خود اس کے متبوع میں یا اس متبوع کے متعلق میں پایا جاتا ہو[۱]۔

پہلے کی مثال جیسے **جاء نی رَجُلٌ عالمٌ** (یہاں عالِمٌ صفت ہے جس نے ایسے معنی کو بتایا جو رَجلٌ متبوع میں ہے یعنی عالم ہونا)

دوسرے کی مثال جیسے **جاء نی رَجُلٌ حَسَنٌ غلامُہ** (میرے پاس ایسا آدمی آیا جس کا **غلام** اچھا ہے، یہاں حَسَنٌ صفت نے ایسے معنی کو واضح کیا ہے جو رجل، متبوع میں تو نہیں البتہ اس رجل کے متعلق یعنی غلام میں ہے)

صفت کی پہلی قسم دس چیزوں میں اپنے متبوع کے موافق ہوتی ہے۔

(۱) معرفہ میں (۲) نکرہ میں (۳) مذکر میں (۴) مؤنث میں (۵) رفع میں (۶) نصب میں (۷) جر میں (۸) مفرد میں (۹) تثنیہ میں (۱۰) جمع میں۔

ان میں سے چار چیزیں ایک وقت میں پائی جائیں گی، معرفہ نکرہ میں سے ایک اور مذکر مؤنث میں سے ایک اور رفع نصب جر میں سے ایک اور مفرد تثنیہ جمع میں سے ایک۔ (یعنی اگر موصوف مفرد مرفوع معرفہ مذکر ہو تو صفت بھی ایسی ہی ہوگی)

---

[۱] صفت کی پہلی قسم کو صفت بحالہ اور دوسری قسم کو صفت بحال متعلقہ کہتے ہیں۔
نیز صفت کے متبوع کو موصوف بھی کہتے ہیں۔

جیسے عندی رَجُلٌ عالِمٌ،عندی رَجُلانِ عالِمان، عندی رجالٌ عالِمُوْنَ ،عندی امرءۃٌ عالِمَۃٌ،عندی امرء تان عالمتان،عندی نسوَۃٌ عالِمَاتٌ،

صفت کی دوسری قسم اپنے متبوع کے ساتھ صرف پانچ چیزوں میں موافق ہوتی ہے۔

(۱)معرفہ میں (۲)نکرہ میں (۳)رفع میں (۴)نصب میں (۵) جر میں۔

ان میں سے دو چیزوں میں موافقت ایک وقت میں پائی جائے گی (معرفہ نکرہ میں سے ایک میں اور رفع نصب جر میں سے ایک میں) جیسے جاء نی رجلٌ عالمٌ ابوہ۔

فائدہ:......نکرہ کی صفت جملہ خبریہ بھی آسکتی ہے لیکن اس وقت جملہ خبریہ میں ایک ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو نکرہ کی طرف لوٹتی ہو جیسے جاء نی رجلٌ ابوہ عالمٌ (ابوہ عالمٌ جملہ خبریہ (رجل) نکرہ کی صفت واقع ہے اور (ابوہ) کے اندر ضمیر ہے جو رجل کی طرف راجع ہے)۔

تاکید:......وہ تابع ہے جو متبوع کی حالت کو مضبوط کرے خواہ یہ مضبوطی نسبت میں ہو یا اپنے افراد کو شامل ہونے میں ہو۔تاکید کا مقصد یہ ہے کہ سننے والے کو کسی قسم کا کوئی شک باقی نہ رہے۔تاکید کی دو قسمیں ہیں۔(۱) تاکید لفظی (۲) تاکید معنوی۔

تاکید لفظی:...... ایسی تاکید کو کہتے ہیں جس میں لفظ کو دوبارہ ذکر کیا جائے، اور یہ اسم فعل حرف تینوں میں ہوتی ہے جیسے زیدٌ زیدٌ قائمٌ، قرءَ قرءَ خالدٌ، انَّ انَّ اللہ قدیرٌ۔

تاکید معنوی:...... یہ مخصوص آٹھ الفاظ سے ہوتی ہے۔

(۱) نفسٌ (۲) عینٌ (۳) کِلا کِلْتَا (۴) کُلٌّ (۵) اجمعُ (۶) اکتعُ (۷) ابتَعُ (۸) ابصعُ جیسے جاء نی خالدنفسہ، جاء تنی فاطمۃ نفسھا، جاء نی خالدان انفسھما، جاء تنی فاطمتان انفسھما، جاء نی خالدون انفسھم، جاء تنی الفاطمات انفسھن وغیرہ۔ اور عینٌ کو اسی پر قیاس کرلیں۔ کِلا کلتا صرف تثنیہ کی تاکید کیلئے آتے ہیں جیسے جاء نی خالدان کلاھما و جاء تنی الھندان کلتاھما جاء نی القوم کلّھم اجمعون اکتعون ابتعون۔

واضح رہے کہ اکتع، ابتع، اَبْصَعُ، اجمعُ کے تابع ہیں نہ یہ اجمعُ کے بغیر آتے ہیں اور نہ اس سے پہلے آتے ہیں۔

(۳) بدل:...... یہ وہ تابع ہے کہ متبوع کی طرف جو چیز منسوب ہو وہی اس کی طرف بھی منسوب ہو اور نسبت سے مقصود تابع ہو نہ کہ متبوع جیسے جاء نی

عابدٌ اخوک (میرے پاس عابد آیا تمہارا بھائی) پہلے کو مبدل منہ اور دوسرے کو بدل کہتے ہیں۔ بدل کی چار قسمیں ہیں۔(۱) بدل کلّ (۲) بدل بعض (۳) بدل اشتمال (۴) بدل غلط۔

(۱) بدل کل: ...... وہ ہے کہ اس کا اور مبدل منہ کا مصداق (مراد) ایک ہو جیسے جاء نی عابد اخوک۔

(۲) بدل بعض: ...... وہ ہے جس میں بدل کا مصداق مبدل منہ کے مصداق کا جزء ہو جیسے: ضُرِبَ خالدٌ رأسہ (مارا گیا خالد اس کا سر)

(۳) بدل اشتمال: ...... وہ ہے جس میں بدل کا مصداق مبدل منہ کا متعلّق ہو جیسے: سُلبَ بکرٌ ثوبہ (چھینا گیا بکر یعنی اس کے کپڑے)

(۴) بدل غلط: ...... وہ ہے جو غلطی کے بعد ذکر کیا جائے جیسے: رأیتُ رجُلاً حمارًا (میں نے مرد دیکھا نہیں بلکہ گدھے کو)

(۴) عطف بالحرف:

یہ وہ تابع ہے جو حروف عطف کے بعد آئے اور یہ بتائے کہ جو نسبت متبوع کی طرف ہے وہی تابع کی طرف ہے اور دونوں ہی نسبت سے مقصود ہیں، متبوع کو معطوف علیہ اور تابع کو معطوف کہتے ہیں جیسے: جاء نی زاھدٌ وناصرٌ (میرے

پاس زاھد اور ناصر دونوں آئے) حروف عطف دس ہیں جن کو ہم تیسری فصل میں ذکر کرینگے انشاء اللہ۔ اور اس کو عطف نسق بھی کہتے ہیں (نسق بمعنی ترتیب کے ہے چونکہ معطوف معطوف علیہ ایک دوسرے کے بعد ترتیب سے آتے ہیں اس لئے اس کو عطف نسق بھی کہتے ہیں)

(۵) عطف بیان[۱]:

یہ وہ تابع ہے جو صفت نہ ہو اور اپنے متبوع کی وضاحت کرے جیسے کَتَبَ ابو حفص عمر (اس مثال میں عمر تب عطف بیان ہوگا جب یہ کنیت[۲] سے زیادہ

﴿تمرین﴾

ذیل کی مثالوں میں تابع کی قسمیں بتائیں۔

اھدنا الصراط المستقیم، الحمدللّٰہ رب العٰلمین الرَّحمن الرَّحیم مالک یوم الدین، توبوا الی اللّٰہ توبۃ نصوحا، سَجَدَ الملٰئکۃ کلھم اجمعون، قال موسیٰ لاخیہ ھارون، سَیِّدُ الشھداء حمزۃ عمُّہ، سیّدۃ النسآء فاطمۃ بنت رسول اللّٰہ، یسئلونک عن الشھر الحرام قتال فیہ، لَنْ نَّصْبِرَ علیٰ طَعَامٍ وَّاحِدٍ، الملٰئِکَۃُ عِبَادٌ مُکْرَمُوْنَ۔

---

[۱] عطف بیان دو مشہور ناموں میں سے ایک ہوا کرتا ہے۔

[۲] فائدہ۔ علم نام کو کہتے ہیں اور کنیت وہ ہے جس کا پہلا لفظ اب، ام، ابن، بنت، ہو اور لقب وہ ہے جو تعریف یا برائی کو بتائے۔

مشہور ہو یا جیسے کتب خالدٌ ابو ناصر ،اس میں ابو ناصر تب عطف بیان ہوگا جب کنیت زیادہ مشہور ہو)

دوسری فصل

منصرف، غیر منصرف

منصرف:......وہ ہے جس میں اسباب منع صرف میں سے دو سبب یا ایک سبب قائم مقام دو سببوں کے نہ ہو۔

غیر منصرف:......وہ ہے جس میں اسباب منع صرف میں سے دو سبب یا ایک سبب قائم مقام د[illegible] کے ہوں، اسباب منع صرف نو ہیں۔

(۱)عدل (۲) وصف(۳) تانیث(۴) معرفہ(۵)عجمہ(۶) جمع (۷) ترکیب (۸)وزن فعل (۹)الف نون زائدتان۔ جیسے عُمَرُ اس میں اسباب منع صرف میں سے دو سبب عدل اور علم ہے ثُلاث مثلث میں عدل اور وصف ہے طلحۃُ میں علم اور تانیث لفظی ہے، زینبُ میں علم اور تانیث معنوی ہے، حبلیٰ میں تانیث الف مقصورہ کے ساتھ ہے اور حمراءُ میں تانیث الف ممدودہ کے ساتھ ہے اور تانیث الف مقصورہ وممدودہ دو سببوں کے قائم مقام ہے، ابراھیمُ میں علم اور عجمہ ہے

اور مَسَاجِدُ، مَصَابِيْحُ میں ایک سبب جمع منتہی الجموع ہے جو دو سببوں کے قائم مقام ہے بَعْلَبَکَّ میں ترکیب اور علم ہے اور احمدُ میں وزن فعل اور علم ہے اور سکرانُ میں الف نون زائدتان اور وصف ہے، عثمانُ میں الف نون زائدتان اور علم ہے۔[1]

﴿تمرین﴾

ذیل کی مثالوں میں غیر منصرف اور اس کے اسباب بیان کریں۔

ان ابراھیم کان امۃً، واذکر فی الکتاب اسمٰعیل، جاء سلیمان، اسمہ احمد، ھذہ بقرۃ صفراء، فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنیٰ وثلاث ورباع، یعملون لہ مایشاء من محاریب وتماثیل، جاء نی زیدٌ عَطْشَانُ، انبتنا بہ حدائقَ ذاتَ بھجۃ، یااھلَ یثرِبَ لا مُقَامَ لکُم، جاء اخوۃُ یوسُفَ، وَجَعَلَ لَھَارَوَاسِیَ

[1] فائدہ: غیر منصرف پر کسرہ اور تنوین نہیں آتے البتہ اگر اس پر الف لام داخل ہو یا اس کی اضافت کسی اور کی طرف ہو تو پھر آ سکتے ہیں جیسے مررتُ بالاحمدِ، مررتُ باحمد کم۔

تیسری فصل

حروف غیر عاملہ

ان کی سولہ قسمیں ہیں

﴿۱﴾ **حروف تنبیہ:** ...... جو مخاطب کو خبردار کرنے کے واسطے آتے ہیں اور وہ تین ہیں۔ (۱) اَلاَ (۲) اَمَا (۳) ھَا جیسے: اَلا انھم ھُمُ المفسدون، اَمَا لاتَفْعَلُ، ھَازیدٌ قائمٌ۔

﴿۲﴾ **حروف ایجاب:** ...... وہ حروف جن سے جواب دیا جائے اور وہ چھ ہیں۔ (۱) نَعَمْ (۲) بَلٰی (۳) اَجَلْ (۴) اِیْ (۵) جَیْرِ (۶) اِنَّ جیسے: أجاء خالدٌ (کیا خالد آیا) کے جواب میں کہا جائے نَعَم[۱] (یعنی ہاں خالد آیا)

---

[۱] اور اَمَا جاء واجدٌ (کیا واجد نہیں آیا) کے جواب میں کہا جائے بَلٰی (یعنی واجد آیا ہے) اور قرآن کریم میں بھی ہے اَلَسْتُ بربّکُمْ (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں) کے جواب میں بلیٰ آیا ہے (یعنی تو ہمارا رب ہے) یا جاءَ عابدٌ کے جواب میں کہا جائے اِیْ واللّٰہ (یعنی اللہ کی قسم عابد آیا) اور جیسے: قَدْجَاء سَاجدٌ (تحقیق ساجد آیا ہے) کے جواب میں کہا جائے اَجَلْ یَا جیر یا اِنَّ (یعنی ساجد آیا ہے)

﴿۳﴾ **حروف تفسیر**:...... وہ حروف جن سے پہلے قول کی وضاحت کی جائے اور یہ دو ہیں۔(۱) اَیْ (۲) اَنْ جیسے: وَاسْئَلِ الْقَرْیَة (گاؤں سے یعنی گاؤں والوں سے پوچھو) "نَادَیْنَاہُ اَنْ یَّاابراھیم" (ہم نے اس کو پکارا یعنی یہ کہا کہ اے ابراہیم)

﴿۴﴾ **حروف مصدر**:...... وہ حروف جو فعل یا اسم کو مصدر کے معنی میں کر دیتے ہیں اور وہ تین ہیں۔(۱) مَا (۲) اَنْ (۳) اِنَّ۔

مَا اور ان فعل کو اور اَنّ جملہ اسمیہ کو مصدر کے معنی میں کرتے ہیں جیسے ضَاقَتْ علیھِمُ الارض بمارَحُبَتْ (زمین وسعت اور کشادگی کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی) اور جیسے علمتُ انَّک قائمٌ یعنی عَلِمْتُ قیامَکَ۔

﴿۵﴾ **حروف تحضیض**:...... وہ حروف جن سے ابھارا اور ورغلایا جائے اور وہ چار ہیں۔(۱) اَلاَ (۲) ھَلاَ (۳) لَوْلاَ (۴) لَومَا جیسے ھَلّا تقرءُ (تم کیوں نہیں پڑھتے)

﴿۶﴾ **حرف توقع**:...... اس کا صرف ایک حرف قَد ہے، اس کے ذریعہ ایسی خبروں کو بیان کیا جاتا ہے جن کی امید ہوتی ہے، یہ کبھی مضارع پر داخل ہوتا ہے اور کبھی ماضی پر، مضارع پر داخل ہو تو اس کے معنی تقلیل (کم کرنے) کے

ہونگے جیسے انَّ الکَذُوبَ قَدْ یصدُقُ (جھوٹا کبھی سچ بولتا ہے)

اور اگر ماضی پر داخل ہو تو اس کے معنی تقریب کے ہونگے یعنی زمانہ ماضی کو زمانہ حال کے قریب کر دیتا ہے جیسے قدر کبَ الامیرُ (امیر ابھی سوار ہوا)

اور کبھی مضارع میں تحقیق کیلئے آتا ہے جیسے قدیعْلمُ اللّٰہ المعوّقین (تحقیق اللہ پاک خوب جانتے ہیں روکنے والوں کو)

﴿۷﴾ حروف استفہام:...... وہ حروف جن کے ذریعے سوال کیا جائے اور وہ تین ہیں۔(۱) مَا (۲) ہمزہ (۳) ھَلْ۔ جیسے کوئی کہے ھَلْ عابدٌ مُجتھِدٌ (کیا عابد محنتی ہے)

﴿۸﴾ حرف ردع:...... یہ ایک حرف ہے جو کہ "کلا" ہے۔ ردع کے معنی جھڑکنے اور روکنے کے ہیں یہ حرف متکلم کو اس کے کام سے روکتا ہے جیسے کسی نے کہا اِضْرِبْ طالبًا اور آپ جواب میں کہیں کلّا (ہرگز نہیں) اور یہ کبھی حقًّا کے معنی میں بھی آتا ہے یعنی جملہ کی تحقیق کیلئے جیسے کلا سوف تعلمون (تحقیق تم جلد جانو گے)

﴿۹﴾ تنوین:...... یہ اس نون ساکن کو کہتے ہیں جو کلمہ کی آخری حرکت کے بعد ہو۔ اس کی پانچ قسمیں ہیں۔

(۱) تمکن (۲) تنکیر (۳) عوض (۴) مقابلہ (۵) ترنم۔

تمکن: وہ تنوین ہے جو اسم کے متمکن یعنی منصرف ہونے پر دلالت کرے جیسے: رَجُلٌ، خالدٌ۔

تنکیر: وہ تنوین ہے جو اسم کے نکرہ ہونے پر دلالت کرے جیسے صَـــہٍ، ای اُسْكُتْ سكوتًا مافی وقتًا (کسی وقت خاموش ہو جا) اگر بغیر تنوین کے اس کو پڑھیں تو پھر یہ معرفہ ہوگا جس کے معنی ہونگے ابھی خاموش ہو جاؤ۔

عوض: وہ تنوین ہے جو مضاف پر مضاف لیہ کے بدلے میں آتی ہے جیسے یَوْمَئِذٍ، یعنی یَوْمَ اِذْ كَانَ كَذَا۔

مقابلہ: وہ تنوین جو جمع مؤنث سالم کے آخر میں جمع مذکر سالم کے نون کے مقابلے میں آتی ہے جیسے: مُسْلِمَاتٌ۔

ترنم: یہ ایسی تنوین ہے جو شعروں کے مصرعوں کے آخر میں آتی ہے تاکہ آواز میں خوبصورتی پیدا ہو، پہلی چاروں قسمیں اسم کے ساتھ خاص ہیں اور تنوین ترنم اسم فعل حرف تینوں پر داخل ہوتی ہے جیسے شاعر کا یہ قول ہے۔

اَقِلِّی اللَّومَ عاذِلَ والعتابَنْ

وَقُولِی اِنْ اَصبتُ لَقَدْ اَصابَنْ

ترجمہ: اے ملامت کرنے والی ملامت اور غصہ کو کم کر اور اگر میں اچھا کام کروں تب تو کہہ دے کہ اس نے اچھا کیا[1]۔

﴿۱۰﴾ **نون تاکید**:...... یہ ایسے نون کو کہتے ہیں جو امر اور مضارع میں تاکید کے معنی کو پیدا کرے اس کی دو قسمیں ہیں۔(۱) ثقیلہ (نون مشدّد) (۲) خفیفہ (نون ساکن) جیسے: لَيَسْمَعَنَّ ، لَيَسْمَعَنْ ،اِسْمَعَنْ ،اِسْمَعَنَّ۔

﴿۱۱﴾ **حروف زیادت**:...... وہ حروف جو زائد ہوتے ہیں، یہ حروف اسم فعل حرف کے شروع میں بغیر کسی معنی کے استعمال ہوتے ہیں اور ان سے مقصود کلام کی زینت (خوبصورتی) ہوتی ہے یہ آٹھ ہیں۔

(۱) اِنْ (۲) اَنْ (۳) مَا (۴) لا (۵) مِنْ (۶) کاف (۷) باء (۸) لام جیسے: فَلَمَّا اَنْ جَاءَ البشير ،لااُقْسِمُ بهٰذاالبلد.

﴿۱۲﴾ **حروف شرط**:...... یہ دو حرف ہیں۔(۱) امّا (۲) لَوْ۔

امّا متکلم کی بات کی تفصیل کیلئے آتا ہے جیسے: فَمِنهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ فامّا الَّذين سُعِدُوْافَفِي الجنَّة وَامَّاالَّذين شَقُوافَفِي النَّار (پس بعض ان میں بد بخت ہیں اور بعض نیک بخت، جو لوگ نیک بخت ہوتے ہیں وہ جنّت میں ہونگے اور جو لوگ بد بخت ہیں وہ دوزخ میں ہونگے) یہاں امّا نے ماقبل کلام

---

[1] اس شعر میں "العتاب" اسم ہے اور "اصابْ" فعل ہے اور ان دونوں کے آخر میں تنوین ترنم آئی ہے۔

کی تفصیل کی ہے، واضح رہے کہ اما کے جواب میں فاء آتی ہے۔

اور لَـوْ جزاء کے نہ ہونے کیلئے آتا ہے شرط کے نہ ہونے کی وجہ سے جیسے: لَـوْ کان فیهما الهةٌ الا اللّٰهُ لفسدتا (اگر آسمان اور زمین میں اللہ کے علاوہ اور خدا ہوتے تو یہ دونوں ضرور بگڑ جاتے) یہاں شرط خداؤں کا ہونا نہیں اس لئے جزاء یعنی فساد نہیں۔

﴿۱۳﴾ **لَوْلا:** یہ جزاء کے نہ ہونے کیلئے آتا ہے شرط کے موجود ہونے کی وجہ سے جیسے لَوْلا[1] عَلِیٌّ لَهلکَ عمرُ (اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا)۔

﴿۱۴﴾ **لام مفتوحہ:** یہ تاکید کیلئے آتا ہے جیسے لَنَاصِرٌ افضلُ مِنْ حَامِدٍ (البتہ ناصر حامد سے بہتر ہے)

﴿۱۵﴾ **ما بمعنی مَادَام:** جیسے اَقُومُ مَاجَلَسَ الامیر (میں کھڑا رہوں گا جب تک امیر بیٹھا ہے)۔

---

[1] منقول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ نے ایک حمل والی عورت پر سنگساری کا حکم دیا تھا جس نے زنا کیا تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ سزا بچہ کی پیدائش کے بعد ہوتی ہے تو اس موقع پر آپ نے فرمایا لَوْلاعَلِیٌّ لَهلکَ عُمَرُ

﴿۱۶﴾ حروف عطف: یہ دس ہیں۔ (۱) واو (۲) فاء (۳) ثم (۴) حتی (۵) امّا (۶) اوْ (۷) امْ (۸) لا (۹) بلْ (۱۰) لکنْ

﴿تمرین﴾

ذیل کی مثالوں میں حروف غیر عاملہ کی قسمیں بتائیں۔

الاانّھم ھُمُ السُّفھاء، ھٰؤلاء قومنا، امازید قائم، قالوانعم، اَلَسْتُ بربکم، قالوابلیٰ، قل اِیْ وربّی انه لحق، احلٰ انه قائم، جاءنی زیدأبوعمر، ضاقت علیھم الارض بمارحبت، وان تصوموا خیرلکم، الم یعلموا ان اللّٰه یعلم سرھم ونجوٰھم، عجبت أن ضرب زیدعمرًا، ھلّا تصلی الصلوٰة لوقتھا، فلمّا ان جاء البشیر القاه علی وجھه، الا تصوم رمضان. کلّا اِنَّ الانسان لیطغی، فھل انتُم شاکِرُون۔

مستثنیٰ کی بحث

مستثنیٰ کی بحث نحو میر میں نہیں تھی مگر طلبہ کے فائدے کے لیے اس کو بڑھایا گیا ہے۔

مستثنیٰ: …… مستثنیٰ وہ اسم ہے جو اِلَّا یا غیر، سِوی، سواء، حَاشا، خَلا، عَدا، ماخلا، ماعَدَا، لَیْسَ، لایکون کے بعد ذکر ہو جیسے: جاء نی القوم الا زاھدًا، (میرے پاس قوم آئی مگر زاہد نہیں آیا)

مستثنیٰ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس سے پہلے جس اسم کیلئے جو حکم ثابت کیا گیا ہے وہ حکم اس کے بعد والے اسم (مستثنیٰ) کیلئے ثابت نہیں ہے۔ پہلے والے اسم جس کیلئے حکم ثابت ہے اس کو مستثنیٰ منہ اور جس کیلئے ثابت نہیں اس کو مستثنیٰ کہتے ہیں۔ مستثنیٰ کی دو قسمیں ہیں۔(۱) متصل (۲) منقطع، جس کو منفصل بھی کہتے ہیں۔

متصل: …… وہ ہے جو استثناء سے پہلے مستثنیٰ منہ میں داخل ہو اور بعد میں اِلَّا اور اس کے ہم معنی کلمات کے ذریعے حکم سے نکالا گیا ہو جیسے: جاء نی القوم الا خالدًا۔

منقطع: …… وہ ہے جو اِلَّا اور اسکے ہم معنی کلمات کے بعد ذکر ہو اور ماقبل کے حکم

سے نہ نکالا گیا ہو اس لئے کہ مستثنیٰ مستثنیٰ منہ میں داخل نہیں ہوتا ہے جیسے جاءنی القوم الاحماراً (حمار، گدھا قوم میں داخل نہیں)

مستثنیٰ کا اعراب

اعراب کے اعتبار سے مستثنیٰ کی چار قسمیں ہیں۔

﴿۱﴾ منصوب ہونا:...... اور یہ پانچ صورتوں میں ہوتا ہے۔

(۱) جب مستثنیٰ متصل الّا کے بعد کلام موجب میں واقع ہو جیسے جاء نی القوم الابکرًا۔

(۲) کلام غیر موجب میں مستثنیٰ مستثنیٰ منہ پر مقدم ہو۔ جیسے: ماجاء نی الا خالدًا احدٌ۔

(۳) مستثنیٰ منقطع ہو (یہ بغیر کسی شرط کے ہمیشہ منصوب ہوتا ہے) جیسے جاء القوم الا کلبًا۔ جاءَ الطُّلّابُ الّاخادمًا۔

(۴) مستثنیٰ خلا اور عدا کے بعد واقع ہو یہ اکثر علماء کے ہاں منصوب ہوتا ہے جیسے: جاءَ القومُ خلازیدًا، وعدازیدًا۔

افائدہ...... اگر مستثنیٰ منہ ذکر نہ ہو تو اس کو مستثنیٰ مفرغ کہتے ہیں جیسے: ماجاء نی الا [illegible] اگر ذکر ہو تو اس کو غیر مفرغ کہتے ہیں جیسے: جاء نی القوم الاعابدًا۔

(۵) ماخلا، ماعدا، لیس، لایکونُ کے بعد ہو جیسے جاء القوم ماخلا ساجدًا ولیس ساجدا ولا یکونُ ساجدًا۔

کلام موجب وہ ہے جس میں نفی نہی استفہام نہ ہو جیسے: جاء نی القوم الاخالدًا،

کلام غیر موجب وہ ہے جس میں نفی نہی استفہام ہو جیسے: ماجاء نی الاخالد۔

(۲) منصوب پڑھنا، ماقبل سے بدل بنانا۔

یہ اس وقت ہے جب مستثنیٰ الّا کے بعد کلام غیر موجب میں ہو اور مستثنیٰ مستثنیٰ منہ پر مقدم نہ ہو اور مستثنیٰ منہ ذکر ہو جیسے ماجاء احدٌ الا طالبًا، یہاں طالبًا کو منصوب بنا بر استثناء اور مرفوع بنا بر بدل دونوں پڑھ سکتے ہیں۔

(۳) عامل کے موافق اعراب کا ہونا: ...... یعنی عامل کے اعتبار سے جو اعراب ہوگا وہی مستثنیٰ کا ہوگا یعنی اگر عامل رافع ہے تو مستثنیٰ مرفوع ہوگا اور ناصب ہے تو منصوب اور اگر عامل جار ہے تو مستثنیٰ مجرور ہوگا اور یہ اس وقت ہے جب مستثنیٰ الّا کے بعد کلام غیر موجب میں ہو اور مستثنیٰ منہ ذکر نہ ہو جیسے ما جاء الا خالدٌ ماراَیت الاخالدًا مامررت الابخالد۔

(۴) مجرور ہونا: مستثنیٰ جب غیر، سِوی، سواء، کے بعد واقع ہو تو مجرور ہوگا جیسے جاء نی القومُ غیر خالد، سوی خالد، سواء خالد، اور حاشا کے بعد بھی اکثر علماء کے ہاں مجرور ہوتا ہے جیسے: جاء نی القوم

حاشا خالد۔

(اس کی مزید تفصیل آپ بڑی کتابوں میں پڑھ لینگے انشاء اللہ)

فائدہ نمبرا: غَیرُ کا اعراب:

غیــر کے لفظ کا اعراب مستثنیٰ بــالّا کی طرح ہے یعنی الّا کے ساتھ مستثنیٰ کا جو اعراب ہوتا ہے وہی اعراب غیر پر بھی آئے گا۔

فائدہ نمبر۲: ...... لفظ غیــر میں اصل وضع تو یہ ہے کہ صفت کیلئے ہو مگر کبھی استثناء کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ گذشتہ مثالوں میں ذکر ہوا۔

اسی طرح لفظ الّا اصل میں استثناء کیلئے وضع کیا گیا ہے لیکن کبھی غیــــر کے معنی میں صفت کیلئے استعمال ہوتا ہے جیسے ''لَـوْ کَـانَ فیهِـمَــا آلهةٌ إلّا اللّٰـه لَفَسَدَتـا، 'اور لاالٰه الا اللّٰه میں الّا معنی اصلی سے ہٹ کر غیر کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

﴿تمرین﴾

ذیل کی مثالوں میں مستثنیٰ کی قسمیں اور اس کا اعراب بتائیں۔

سَـجَـدَالـمـلٰـئكة الا ابـلیس، کلّ شی هالکٌ الّا وجهه، لاحول و لاقوة الا بـالـلّٰـه، فـنـجّـیناهُ و اَهله الّا امرء تَه، فانّهم عدوٌّ لِّیْ اِلّا ربَّ العَالمین، فلَبِثَ فیهِمْ اَلْفَ سنة الّا خمسینَ عَامًا، شهداللّٰه انّه لااِلٰهَ اِلّا هُو۔

تمّ بالخیر

اِرشادُ الطُّلاب

إلیٰ

خاصیاتِ الأبواب

عبداللہ بن احمد

مدرس: مدرسہ ارشاد العلوم یوسفیہ

جونامارکیٹ کراچی۔

إدارۃ العلم والإرشاد

جونامارکیٹ کراچی۔